دل تو خالق نے دیا یادِ پیمبر کے لئے
روشنی دی آنکھ میں دیدارِ حیدرؑ کے لئے

میرا تو صرف یہی ایک مشغلہ ہے کہ غم حسینؑ میں روؤں اور دوسروں کو رولاؤں۔ اور ان آنسوؤں کو بہاؤں جو اہلبیتؑ کی محبت کا ثبوت رکھتے ہیں۔ اس بیاض سے پیشتر چار بیاضیں شائع ہو چکی ہیں۔ جو کافی مقبول عام ہو چکی ہیں۔ اس مقبولیت نے میری ہمت کو اور بڑھایا۔ میری خوش قسمتی سمجھیے یا معجزہ۔ اس خدمت کے صلہ میں تندرست رہی۔ افکار۔ مصائب و آلام سے دور اور آزاد رہی۔ چنانچہ یہ پانچویں بیاض بھی پیش ناظرین ہے۔ اس مرتبہ کوشش تو بہت کی ہے کہ کوئی غلطی نہ ہو اور وہی نشان رہے جو گزشتہ بیاضوں میں تھی۔ ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو۔ اور پسند ناظرین ہو۔ میرا مقصد تو یہ ہے نہیں کہ مجھ کو شاعر سمجھ کر بیکار کی واہ وا کیجئے۔ بلکہ روئیے اگر دل چاہے تو میرے لئے بھی دعا کیجئے۔

نیرؔ نصیب سب کو بکائے حسینؑ ہو

خواستگار ثواب

راقمہ نیر آرا ساجدہ بیگم بنت صاحب عالم بہرام شکوہ شہزادہ مرزا محمد قمر الدین حیدر بہادر مرحوم و مغفور نبیرہ جنت مکان مرزا محمد امجد علی شاہ بہادر مرحوم و مغفور شاہ اودھ

خدمات نیرؔ

اگر انسان ثواب کی قیمت عذاب سے زیادہ سمجھے تو شاید وہ گناہوں سے دور اور دنیاوی تکالیف سے ناواقف رہے۔ بہتر تو وہ ہے جو اس دار فانی کے رازوں سے واقف ہوتے ہوئے بھی اپنا وقت دینی کاموں میں صرف کرتا ہے۔ مثال کے طور پر نواب نیر آرا ساجدہ بیگم صاحبہ نیرؔ لکھنوی زیادہ قابل تعریف اور مستحق ثواب ہیں۔ جو ہر سال اپنا کافی روپیہ اور وقت صرف کرتی ہیں اور تیرہ سو اٹھاون ۱۳۵۸ برس کے پرانے تاریخی واقعات کو نئے انداز میں نوحوں وغیرہ کی صورت میں بیان کرکے شیعوں کی خدمت میں مفت پیش کرتی رہتی ہیں۔

یہ بھی ایک قسم کی تبلیغ مذہب ہے۔ اس میں شک نہیں کہ نیرؔ لکھنوی نے جو کچھ نظم فرمایا ہے وہ خوب اور لاجواب ہے۔ اور حتی الامکان کوشش کی ہے کہ پتھریلے دل بھی موم ہوجائیں۔ پانچ برس سے مذہبی خدمات خوبی اور وضعداری کے ساتھ انجام دے رہی ہیں یعنی طوفان غم۔ شاہد غم۔ شغل بکا اور سنجات نیر چار بیاضیں شائع کرچکی ہیں۔ جو مقبول عام ہوئیں۔ ماشاءاللہ یہ پانچویں مشق ہے۔ محترمہ معظمہ کی خدمت ہمت اور محبت اہلبیتؑ کا آپ خود اندازہ لگائیے اور نہ سال بھر سہی کم از کم سال میں دو ماہ۔ آٹھ دن تک (ایام عزا میں) صاحب بیاض کے لئے دعا فرمائیں کہ خداوند عالم انکو عمر طویل اور ارادوں میں کامیابی عطا فرمائے۔ اس سے زیادہ کلام میں اثر ہو اسی طرح سے ہر سال خدمت کریں اور انکو زیارت حسینؑ نصیب ہو۔ آمین ناچیز ظہیر حیدر

ایڈیٹر اودھ پنچ لکھنؤ

سلام

وفا پر کیوں فدا ہوتے نہ شبیر کبریا والے (۱) بہتر کربلا میں چاند تھے عرش علا والے

یہی تو ہیں جنہیں نے کردیا اسلام کو زندہ (۲) خدا والے علیؑ والے محمدؐ مصطفےٰ والے

انہیں کی ذات اقدس سے کھلا فرق حق و باطل (۳) شہادت سے انہیں کی ہوگئے بندے خدا والے

انہیں تشنہ لبوں کے واسطے تسنیم و کوثر ہیں (۴) یہی سیراب ہونگے سب سے پہلے کربلا والے

خدا نے خود ثنا قرآں میں کی جا بجا انکی (۵) یہی ہیں عابد و زاہد یہی صبر و رضا والے

محمدؐ سے محمدؐ تک رسالت اور امامت ہے (۶) یہی ہیں ابتدا والے یہی ہیں انتہا والے

ہویدا ہو ہی جائیگی حقیقت اہل عترت پر (۷) ذرا آئیں تو ہنگام قیامت کربلا والے

دم محشر یہی امداد کو آئیں گے شیعوں کی (۸) نبیؐ عرش علا والے علیؑ روز جزا والے

ابھی کیا اہل ایماں رو رہے ہیں سبط پیمبرؐ کو (۹) خدا کے سامنے روئیں گے ذرے کربلا والے

سجے ہتھیار اکبرؑ نے پکاری ماں مبارک ہو (۱۰) مرے بانکے سپاہی او شبیہ مصطفےٰؐ والے

کہا زینبؑ نے یہ زنداں میں اکبرؑ کے تصور میں	(۱۱)	کبھی تو خواب میں آ جا مرے بزلف دوتا والے
تبا دنیا اشارہ ہے در فردوس قیصرؔ کو	(۱۲)	مرے چھوٹے مجاہد اے مرے تیر جفا والے

سلام

دیکھ تو صفحۂ ہستی سے مٹانے والے	(۱)	اے فلک یہ ہیں پیمبرؐ کے گھرانے والے
دل میں احمدؐ کے وہی گھر ہیں بنانے والے	(۲)	اشک خوں جو ہیں غم شہ میں بہانے والے
شہ کے ہمراہ ہیں فردوس کے جانے والے	(۳)	ہیں بہتر مگر اسلام بڑھانے والے
چرخ پر ایک زمیں پر ہیں بہتر علیہم	(۴)	جام صحت کے مریضوں کو پلانے والے
ایک حلق علی اصغرؑ کے نشانے کے لئے	(۵)	جمع لشکر کے ہیں سب تیر لگانے والے
خشک ہونٹوں پہ پھرا لینے دے اصغرؑ کو زباں	(۶)	روک تو ہاتھ کو او تیر لگانے والے
لو مبارک ہو تمھیں نہر لبن اے اصغرؑ	(۷)	تشنگی تیرے شعبہ سے بجھانے والے
آفریں کہتا ہے خلاق دو عالم تم کو	(۸)	قطرۂ خوں سے دوزخ کے بجھانے والے

(۹) قطرۂ آب کو ترسا کیے اطفال حسینؑ + کتنے بیدرد تھے مہمان بلانے والے ۔ (۱۰) کیا ملا باغ نبیؐ کو جو اُجاڑا تم نے + نہ رہے خون بھی مردوں کا بہانے والے ۔

نارِ دوزخ میں جلیں شام و سحر اے یارو (۱۱) نام حسنینؑ کا دنیا سے مٹانیوالے

گرمیٔ مہر سے محشر میں بچایا تو نے (۱۲) کام بگڑے ہوئے اُمت کے بنانیوالے

شہ نے اعدا سے کہا تم ہی رہو گے پیاسے (۱۳) حوضِ کوثر کے ہیں ہم ہونگے لٹانیوالے

رکھدیئے خشک گلے تیغوں پہ اشتر سے جوش (۱۴) کیا وفادار تھے خون اپنا بہانیوالے

بزمِ حاکم میں اسیرانِ ستم جاتے ہیں (۱۵) خاک پر سوتے ہیں پردوں میں بٹھانیوالے

غش سے چونکا دیا سجادؑ کو تب زینبؑ نے (۱۶) آگئے خیمے میں جب آگ لگانیوالے

کون لاشوں پہ شہیدوں کی کھڑے کھولے بال (۱۷) ہیں مقید صفِ ماتم کے بچھانیوالے

آؤ اے منزلِ ایماں کے بھٹکنے والو (۱۸) ہیں حسینؑ ابنِ علیؑ راہ بتانیوالے

آپکو تحفہ صلوٰۃ خدا دیتا ہے (۱۹) سینتیس سپاہیے شہیدونکی اُٹھانیوالے

پیچھے پیچھے ہے زمانے کا زمانہ سرِ حشر (۲۰) آگے آگے ہیں محمدؐ کے گھرانیوالے

جام مے ساقیا دو چار نہیں ہیں بس کا (۲۱) چودہ معصومؑ ہیں نبیؐ کو پلانیوالے

سلام

یا رب غم شبیرؑ میں دیوانہ بنا دے (۱) فردوس کا گلشن میرا کاشانہ بنا دے

اب ضبط نہیں ہوتا ہے دردِ غم شبیرؑ (۲) ہم سوگ نشینوں کو تو دیوانہ بنا دے

دربار حسینی ہی کے آخر تو گدا ہیں (۳) صورت بھی محبوں کی فقیرانہ بنا دے

اللہ و نبیؐ اسکے نہ شیدائی ہوں کیونکر (۴) وہ شمع محمدؐ کو جو پروانہ بنا دے

دو اشک غم شہ کی تمنا نہیں کس کو (۵) تجھ کو صلہ میں قصر دُر یکدانہ بنا دے

عشق شہ مظلوم کا دنیا پہ کھلے حال (۶) اس دل کو شمع زہراؑ کا پروانہ بنا دے

سن لے بنِ کاہل یہ محمدؐ کا جگر ہے (۷) بے شیر کو ناوک کا نشانہ نہ بنا دے

اے شمر لعین شاد نہ ہو خوف خدا کر (۸) قتل شہ دیں تجھ کو تماشہ نہ بنا دے

اک بادۂ حب سے تو نہیں ہوتی ہے سیری (۹) ٹوٹے ہوئے دل ہی کو نہ میخانہ بنا دے

حلق شہ مظلوم پہ پھیرا تو ہے خنجر (۱۰) دیوانہ تجھے آہ سکینہؑ نہ بنا دے

دنیا کی نگاہوں میں یزید ستم آرا (۱۱) دیوانہ تجھے نالۂ زہرؑا نہ بنا دے

اس عمر سے بہتر ہے ہمیں موت ہی اختر (۱۲) جو الفت شبیرؑ سے بیگانہ بنا دے

سلام

ماں کہتی تھی بے چین ہوں آرام نہیں ہے (۱) اکبر نہیں ہے اصغر گل فام نہیں ہے

حر نے کہا اعدا سے مرا نام نہیں ہے (۲) افسر کا نہ سر کاٹا تو کچھ کام نہیں ہے

حیواں بھی انساں بھی سیراب ہو لشکر (۳) اور تشنہ کے لئے پانی کا اک جام نہیں ہے

اطفال نبیؐ روتے ہیں تم کو نہیں معلوم (۴) کیا خیمۂ شبیرؑ میں کہرام نہیں ہے

گریاں جو محمدؐ ہیں تو بیتاب ہیں زہراؑ (۵) پیاسے ہیں شہ دیں ہمیں آرام نہیں ہے

زینبؑ سے کہا شاہ نے ہم لٹ گئے خواہر (۶) عباسؑ سا اب شیر خوش انجام نہیں ہے

زینبؑ سے یہ زنداں میں کہتی تھیں سکینہؑ (۷) اب تک کوئی چھٹنے کا سرانجام نہیں ہے

شہ جاتے ہیں مقتل کو قیامت ہے حرم میں (۸) محشر کی طرح عصر کا ہنگام نہیں ہے

فردوس صلا ہے غم شبیرؑ کا نیر (۹) ہم سوگ نشینوں کا برا انجام نہیں ہے

سلام

حیوان سے بدتر ہے وہ انسان نہیں ہے (۱) جب حب حسینی نہیں ایمان نہیں ہے

بیکار وہ قالب ہے اگر جان نہیں ہے (۲) گر ذکر محمدؐ نہیں قرآن نہیں ہے

کی حق نے لکھا حضرت شبیرؑ کی واجب (۳) گریہ نہیں پابندئ ایمان نہیں ہے

کہتا تھا دم جنگ یہ حر فوج عدو سے (۴) اس بستی میں کیا کوئی مسلمان نہیں ہے

کافر کو بھی پیاسا نہیں رکھتے ہیں جہاں میں (۵) کیا ابن علیؑ قائل قرآن نہیں ہے

بولا پسر سعد زباں روک خبردار (۶) کیا جان کا خطرہ تجھے اس آن نہیں ہے

دشمن کی مری فوج سے کرتا ہے سفارش (۷) اور اس پہ یہ طرہ کہ پشیمان نہیں ہے

تازہ کریں ہم پانی سے گلزار محمدؐ (۸) پر عالموں کا اپنے یہ فرمان نہیں ہے

ارمان ہے کاٹیں سر تشنہ کو چھری سے (۹) جز اسکے کوئی خاطر مہمان نہیں ہے

ایمان سے مطلب نہیں ہم زر کے ہیں بندے (۱۰) کیا عقل بھی اتنی تجھے نادان نہیں ہے

چلایا یہ عمرؔ قہر خدا تجھ پہ ہو نازل (۱۱) کچھ روز قیامت کا تجھے دھیان نہیں ہے

احمدؐ کے جگر گوشوں سے کرتا ہے برائی (۱۲) کافر ہے یزید اور ترا ایمان نہیں ہے

اطفال پیمبرؐ پہ ہے یہ تیرا فاقہ (۱۳) کیا روح علیؑ خلد میں گریان نہیں ہے

دیکھے تو یزید آکے مری تیغ کے جوہر (۱۴) اک وار میں ملعون کی بس جان نہیں ہے

ناری تو صدا آتش دوزخ میں جلے گا (۱۵) سید کو ستانا کوئی آسان نہیں ہے

آنکھوں سے مری دیکھ ذرا سبط نبیؐ کو (۱۶) شبیرؑ سا کونین میں سلطان نہیں ہے

مظلوموں کو بن پانی کے تڑپاتا ہے ظالم (۱۷) کیا دلبر زہراؑ ترا مہمان نہیں ہے

معصوم ہے شبیرؑ یہ قرآن ہے شاہد (۱۸) دنیا میں کوئی عالم قرآن نہیں ہے

شیرازۂ قرآن پسر شیر خدا ہے (۱۹) کیا نفس نہیں وہ دل قرآن نہیں ہے

واجب تھی اطاعت پسر شیر خدا کی (۲۰) کم ظرف تو کچھ اتنا بھی نادان نہیں ہے

پروانہ ہوں میں شمع محمدؐ کی لحد کا (۲۱) بس جان لے اک دم میں سی جان نہیں ہے
فردوس بریں ملنے کا نبیؐ تیرے ذریعہ (۲۲) اس رونے کا شبیرؑ پہ احسان نہیں ہے

سلام

جفائے ذبح شہ نامدار سے پوچھو (۱) گلے کے خون کو خنجر کی دھار سے پوچھو
عدو کا ظلم شہؑ اس غمگسار سے پوچھو (۲) جناب فاطمہؑ کے شیرخوار سے پوچھو
نہ اشکباری کو سجادؑ زار سے پوچھو (۳) ٹپکنا چھالوں سے پانی کا خار سے پوچھو
مرض کا ضعف تھا اور قید بازنجیر کا ظلم (۴) سفر کی سختیاں اک بے دیار سے پوچھو
کرو تو یاد ذرا دل سے گریہ سجادؑ (۵) غم پدر نہ کسی سوگوار سے پوچھو
گلا حسینؑ کا کے ضرب میں کٹا ہوگا (۶) عدو سے پوچھو یا خنجر کی دھار سے پوچھو
رلا دیا غم شہ نے جہاں کی آنکھوں کو (۱۲) برسنا اشکوں کا ابر بہار سے پوچھو
نبیؐ کے باغ کی مرجھائیں آہ کلیاں بھی (۱۳) خزاں کا رنگ نہ فصل بہار سے پوچھو

جدائی پوچھو نہ پردیسیوں کی صغراؑ سے (۱۴) مرض کا حال غم انتظار سے پوچھو

کہا سکینہؑ نے آئی ہیں کیا بن صغراؑ (۱۵) خدا کے واسطے ناقہ سوار سے پوچھو

گلے سے ہنسلیاں بڑھنے کی ہے جو ظاہر (۱۶) خفا ہے تیر سے کیا شیر خوار سے پوچھو

ہیں کس کے غم میں سیہ پوش اور دامن چاک (۱۷) مرا ہے کون یہ لیلیٰ نہار سے پوچھو

نکلنا تیر سے پہلو کا کتنی مشکل ہے (۱۸) تڑپنا بچے کا شہ کے کنار سے پوچھو

نہ پوچھو پیاس سکینہؑ کو آہ کتنی تھی (۱۹) جو غرق خوں ہوا اس جاں نثار سے پوچھو

مصائب شہ مظلوم کیا کہے نیّر (۲۰) یہ غم نبیؐ کے دل بیقرار سے پوچھو

سلام

فرزند پیمبر پہ اسے چرخ بلا ڈالی (۱) زہراؑ کی ریاضت بھی صد حیف مٹا ڈالی

جب ہم نے غم شہ کے ماتم کی بنا ڈالی (۲) اک آنسوؤں کی ندی آنکھوں سے بہا ڈالی

اس وجہ لعینوں نے غربت میں ستایا تھا (۳) جب سوئے ذرا عابدؑ زنجیر ہلا ڈالی

اے مومنو سر پیٹو اندھیر ہے عالم میں (۴) تو شمع علیؑ رن میں اعدا نے بجھا ڈالی

رونے کو مسلمانو کیوں جانتے ہو بدعت (۵) تم سب کے لیئے گردن سرورؑ نے کٹا ڈالی

باران صفت آنکھیں برسانے لگیں آنسو (۶) دل میں غم سرورؑ کی جب شمع جلا ڈالی

اپنوں کو تو روتے ہیں سرور پہ نہیں گریاں (۷) یہ رسم بھی لوگوں نے دُنیا سے اُٹھا ڈالی

لیں چادریں اُمت نے اولاد پیمبر کی (۸) اور خاک بگولوں نے مانند ردا ڈالی

خیمہ میں سنانی جب آئی بنت قاسمؑ کی (۹) نتھ ناک سے لیں رو کر کبراؑ نے بڑھا ڈالی

کیا رہ گیا قسمت میں جز نار جہنم کے (۱۰) جب دولت ایماں ہی اعدا نے لٹا ڈالی

مارے نہیں ہیں دُرّے عابدؑ کو لعینوں نے (۱۱) لاش شہِ بیکس پر اک تازہ بلا ڈالی

کیا غم ہے تجھے شہ کا آوارہ وطن کیوں ہے (۱۲) اے باد صبا تو نے کیوں خاک اُڑا ڈالی

خیمہ میں خبر آئی خوں ہو گیا نوشہ کا (۱۳) ہاتھوں سے حنا اسدم کبراؑ نے چھڑا ڈالی

جلتا ہے جگر تیر لگواتے نہیں حضرت (۱۴) اس سوز محبت نے گو آگ لگا ڈالی

سلام

اے فلک کیا حرمِ شہ سے بد اختر لینگے (۱) حیف ہے چادرِ بنتِ شہِ صفدر لینگے

جو غمِ شہ میں مژہ اشکوں سے تر کر لینگے (۲) خلد میں احمدِ مختار سے وہ گھر لینگے

کروٹیں رنج سے روضے میں پیمبر لینگے (۳) ہچکیاں موت کی جب پیاس میں سرور لینگے

کہو زینبؑ سے کہ دیں نانا کو مدفن میں پُرسا (۴) گود میں ختمِ رسل لاشۂ سرور لینگے

شاہ کہتے تھے کہ تھرائینگے میرے بازو (۵) پانی عباسؑ اگر نہر پہ لڑ کر لینگے

شاہ کہتے تھے مقدر میں ازل سے تھا لکھا (۶) داغ اصغرؑ کا ملے گا غم اکبرؑ لینگے

حُرملہ کہتا تھا آئے گو ہیں پانی پینے (۷) آبِ پیکاں کے سوا کیا علی اصغرؑ لینگے

کہا اکبرؑ نے جب آرام سے نیند آئے گی (۸) جب فہیم نیزے کی ہم سینہ سے سر کر لینگے

کہو کبراؑ سے کہ بکھری ہیں زلفیں رُخ پہ (۹) رِیت کی اوڑھنی بھی سر سے ستمگر لینگے

کہتے تھے شاہ دکھا کر یہ زباں کے کانٹے (۱۰) خلد میں نانا سے ہم چشمۂ کوثر لینگے

فوج سے کہتا تھا خوش ہو کے یہ شمرِ ملعون	(۱۱)	جائے سبطِ نبی بانو کی چادر لینگے
جب کٹے نہر پہ بازو تو پکارے عباس	(۱۲)	اب انھیں ہاتھوں سے ہم ساغرِ کوثر لینگے
جیتے جی ہونگے نہ گر زائرِ شہ اے نیّر	(۱۳)	دامنِ نسبتِ نبی حشر میں مر کر لینگے

سلام

یادِ خدا میں رنج و الم دور ہو گیا	(۱)	قتلِ پسر بھی شاہ کو منظور ہو گیا
اللہ رے سوزِ فرقتِ ہمشکلِ مصطفےٰ	(۲)	اتنا جلا کہ شمع کا دل طور ہو گیا
جس دم ہوئی ولادتِ سلطانِ اولیا	(۳)	کعبہ خدا کا نور سے معمور ہو گیا
زینب سے شاہ کہتے تھے اکبر کے ہجر میں	(۴)	نقشہ ہماری آنکھوں کا بے نور ہو گیا
ہوگی شفاعت اُمت عاصی کی کیا بھلا	(۵)	جب فاطمہ کا شیشۂ دل چور ہو گیا
منہ موڑتا نہ جنگ سے اکبر نے عرض کی	(۶)	دردِ جگر سے بابا میں مجبور ہو گیا
سرور کے غم میں ہو منو رونے سے یہ ملا	(۷)	ہر اشک زخمِ قلب کو کافور ہو گیا

نکلا جو رن میں لڑنے کو نورِ خدا کا لعل (۸) کیسی زمین چرخ بھی پُر نور ہو گیا

مد نظر حسینؑ کا تھا حق کو امتحاں (۹) حدت میں دشت ماریہ تنور ہو گیا

نیّر جہاں ہے شہ کی زیارت سے فیضیاب (۱۰) جائیں گے ہم خدا کو جو منظور ہو گیا

سلام

قتلِ شہ سنتے جب جہاں میں شور و شیون ہو گیا (۱) سوزِ غم سے سینۂ زہرا میں روزن ہو گیا

یہ ملا شبیر کی گہوارہ جنبانی سے فیض (۲) بلبلِ سدرہ کا سدرہ پہ نشیمن ہو گیا

موت کے ہاتھوں نہ ملتی تھی کہیں جائے پناہ (۳) اک زمانہ سرورِ عالم کا دشمن ہو گیا

جل مرے حسنِ تجلی دیکھ کر رن میں عدو (۴) شاہ کیا آئے چراغِ طور روشن ہو گیا

پھر گئے دن ماریہ کے قتل سے شبیر کے (۵) رشکِ فردوسِ بریں اُجڑا ہوا بن ہو گیا

شہ نے اپنے سینے سے دل کی طرح لپٹا لیا (۶) سر جب بے شیر کا آغوش میں تن ہو گیا

عرش سے جبریل کی آئی صدا صلِ علیٰ (۷) نورِ شہ جب کربلا میں سایہ افگن ہو گیا

رن میں تھا یوں جلوہ گر عباس کا عکس علم (۸) سبز کو ہوں ساحل دریا کا دامن ہوگیا

آستان حضرت شبیر جہاں کا نام ہے (۹) بعد مرنے کے وہی نیر کا مدفن ہوگیا

سلام

رہ خدا میں سرشہ نہ گر جدا ہوتا (۱) زبان خلق پہ کیونکر خدا خدا ہوتا

جو اپنے سر کو نہ دیتا حسینؑ سا صابر (۲) زمانہ آج نہ اسلام پر فدا ہوتا

نہ ہوتی دین نبی کی کسی طرح ترمیم (۳) نصیریوں کا نہ پیدا اگر خدا ہوتا

جفائے تیر کی ایوب بھی نہ لاتے تاب (۴) چھ ماہہ گود میں بچہ اگر فنا ہوتا

کہا حسینؑ نے شکر خدا کرو بانو (۵) جوان مرتے جو اصغرؑ تو آج کیا ہوتا

تصور شہ والا سے کہتی تھیں صغراؑ (۶) جواب نامہ جو آتا تو آسرا ہوتا

کلیجہ تھام کے غش ہوتے حضرت یعقوبؑ (۷) جو قتل سامنے یوسفؑ سا دلربا ہوتا

وطن سے ساتھ ہی کیوں لاتے اسد والا (۸) اگر کبھی غم مرگ جواں سہا ہوتا

تھا امر سہل جو کرتا یزید سے بیعت	(۱۰)	نہ ابن فاطمہؑ آفت میں مبتلا ہوتا
لٹا دیا رہ خالق میں گھر کا گھر شہ نے	(۱۱)	نہ کیوں جہاں میں غم شاہ کربلا ہوتا
کبھی نہ ظلم سے بعض آتے اشقیا نیرؔ	(۱۲)	جو مثل چشم در خلد بھی کھلا ہوتا

سلام

نہ دیتے جان تو تشنہ کام کیا کرتے	(۱)	حسینؑ راہ خدا میں کلام کیا کرتے
خدا کی یاد میں صغرا کو بھی بھلا بیٹھے	(۲)	مریض بیٹی کا شہ انتظام کیا کرتے
گرا کے چلو سے عباسؑ بولے اے دریا	(۳)	جو پیتے پانی تو کوثر کا جام کیا کرتے
تھی حسن کے بخت میں نارسی ازل سے لکھی	(۴)	نبیؐ کی آل کا وہ احترام کیا کرتے
حرم کا شغل تھا دن رات گریہ و زاری	(۵)	اسیر دشت بلا اور کام کیا کرتے
اٹھا لی پھول سی گردن پہ تیر کی ایذا	(۶)	تھے بے زباں ابھی اصغر کلام کیا کرتے
گلے پہ تیغ تھی سجدے میں حق کے تھے شبیر	(۷)	نماز عصر بھلا ناتمام کیا کرتے

خیال یہ تھا کہ ہوگا قلم سر اصغرؑ (۸) جو دفن کرتے نہ میت امام کیا کرتے

سوال آب پہ حجت تمام کرنا تھی (۹) وگرنہ ناز یوں تشنہ کلام کیا کرتے

وفا شعار تھے پروانۂ شمع احمدؐ (۱۰) اب ان سے بڑھ کے زمانے میں نام کیا کرتے

تھے لاکھوں جنگ کے میداں میں جان دشمن کے (۱۱) نہ لڑتے گر تو تشنہ کام کیا کرتے

امام وقت کو تقدیر تھا صبر ہی شایاں (۱۲) پہن کے بیڑیاں عابدؑ کلام کیا کرتے

سلام

مجرئی زخم جگر کب ہیں دکھانے والے (۱) دیدۂ تر ہیں مرے خون بہانے والے

ہیں حسینؑ ابن علیؑ سر کو کٹانے والے (۲) سوگ میں اپنے ہیں صغرا کو بٹھانے والے

تھام کر قلب و جگر بیٹھو محبان حسینؑ (۳) قصۂ غم ہیں مرے جوش دلانے والے

بعد سرور یہ مدینے میں تھا صغرا کا بیاں (۴) کیا ہوئے آج مرے ناز اٹھانے والے

ہر گھڑی کان میں رونے کی صدا آتی ہے (۵) کیا نیا پھر ستم افلاک ہیں ڈھانے والے

کربلا میں جو ترا باد صبا ہووے گزر (٦) کہیو بابا سے کہ اے میرے بھلانیوالے

صدمۂ ہجر ہے کمزوری ہے بیماری ہے (٧) شمع زیست بجھاتے ہیں بجھانیوالے

ایکیے تم سب کی بلا فاطمہ صغرا مرجائے (٨) لحظہ لحظہ کی دعا ہیں ہم خیر منانیوالے

آؤ اب بہر خدا یا ہمیں بلوا بھیجو (٩) یہ گزارش ہے مری میرے بھلانیوالے

اپنے سینے پہ سکینہ کو سلاتے ہوگے (١٠) ہم ہیں ہجر میں صدموں کے اٹھانیوالے

میرے اصغر کو سفر میں نہو کوئی ایذا (١١) ماشاءاللہ وہاں سب ہیں کھلانیوالے

بھیا اکبر کو مری سمت سے دینا پیغام (١٢) تیرے صدقے گئی اور میرے بھلانیوالے

کس نے شانہ کیا اور کس نے سنوارے گیسو (١٣) ہم یہیں رہ گئے زلفوں کے بنانیوالے

بھائی اکبر کی نہیں شادی کا گو ہے سامان (١٤) ہو بہن کبرا کا تو بیاہ رچانیوالے

کنگنا بندھوائی مری بہنوں کو دیجیے گا (١٥) تا قیامت رہیں سب نیگ لٹانیوالے

اور یہ کہدینا کہ ہے فاطمہ صغرا مغموم (١٦) درپئے رنج ہیں افلاک مٹانیوالے

جز غم شاہ کسی سے نہیں مطلب نیّر	(۱۷)	ہم ہیں روضے کو محبوں کے رُلانیوالے

سلام

بزم ماتم میں ہیں ہم اشک بہانیوالے	(۱)	غم بیمار محبت ہیں سُنانیوالے
باغ جنت میں ہیں صغرا کو بلانیوالے	(۲)	کربلا میں نہیں شبیر کے لبانیوالے
کوئی بیمار سے جا کر نہ کہے بہر خدا	(۳)	دشت میں سوتے ہیں گودی کے بٹھانیوالے
ایک بیماری ہے اور اک شب تنہائی ہے	(۴)	در و دیوار ہیں سایہ سے ڈرانیوالے
نالۂ دل سے زمیں اور فلک ہلتے ہیں	(۵)	قطرۂ اشک ہیں طوفان اُٹھانیوالے
کہتی تھیں رو کے تصور میں یہ صغرا بیمار	(۶)	چھوڑ کر مجھ کو گئے سیر گھر انیوالے
رات و دن ہائے حسینا کی صدا آتی ہے	(۷)	آسماں رنگ ستم اور ہیں لانیوالے
غش سے ہوش آتا تھا صغرا کو تو فرماتی تھیں	(۸)	ہیں کہاں آج مرے ناز اُٹھانیوالے
چھوڑ کر مجھ کو مصیبت میں سدھارے مجھ کو	(۹)	میرے بڑے کے جو تھے پیار لگانیوالے

نزع کے وقت بھی بیمار ہے تنہا افسوس (۱۰) اُٹھ گئے دہر سے یاسین سُنانیوالے

خیر سے لائے مرے قافلے والوں کو خدا (۱۱) وہم آتے ہیں مجھے ہوش اُڑانیوالے

سونا گھر دیکھ کے آتا ہے مرے منہ کو جگر (۱۲) رنج و غم ہیں مجھے ہر وقت ستانیوالے

میں لبِ گور ہوں اور دور ہیں سب میرے عزیز (۱۳) قبر پر آئیں گے کیا خاک اُڑانیوالے

کیوں نہ تاثیر کرے قلب و جگر میں نیّر (۱۴) تیرے اشعار تو ہیں عرش ہلانیوالے

سلام

شہیدِ کربلا کے مومنو غمخوار ہو جانا (۱) غضب ہے احمدِ مختار کا بیزار ہو جانا

محرم میں ہلالِ غم کا ماتم دار ہو جانا (۲) شفق میں ڈوب کے اک دیدۂ خونبار ہو جانا

کسی مظلوم نے یہ کہہ کے سوئے آسماں دیکھا (۳) قیامت آنیوالی ہے ذرا ہوشیار ہو جانا

یہ کہتے ہیں ابھی سے حضرت عباسؑ کے تیور (۴) جوانی آتے آتے حیدرِ کرار ہو جانا

دکھا دینا شہیدِ کربلا کے خون کی رنگت (۵) سرِ محشر بھی وحشت مار یہ گلنار ہو جانا

شب عاشور زینب کہہ رہی تھیں اپنے بیٹوں سے	(۶)	وہ کرنا جنگ رن میں جعفر تیار ہو جانا
شہیدوں کے گنیں گی زخم رن میں فاطمہ زہراؑ	(۷)	لہو بزم عزا میں آنسوؤں کا تار ہو جانا
عجب کیا قطرہ اشک جگر سے نار دوزخ کا	(۸)	محبان حسینی پہ گل گلزار ہو جانا
چلے تو ہو کہا شبیرؑ نے جھولے سے اصغرؑ	(۹)	گلے پہ تیر کھانے کے لیے تیار ہو جانا
کوئی حاجت نہیں ہے زیر مدفن شمع کی اے دل	(۱۰)	بصارت آنکھ کی حیدر کا ہے دیدار ہو جانا
شہادت دینگی آنکھیں بخشش عصیاں کی محشر میں	(۱۱)	علیؑ کا خواب میں کچھ کم نہ تھا دیدار ہو جانا
علی اکبرؑ کے دل سے پوچھیے نیزہ کی ایذا کو	(۱۲)	کلیجے سے سناں کا سہل تھا کیا پار ہو جانا
نہیں معلوم اس میں کون سا راز الٰہی تھا	(۱۳)	یکایک سید سجادؑ کا بیمار ہو جانا
دم آخر بھی اے اشک غم سرورؑ گہر ہو کر	(۱۴)	مری آنکھوں سے گرنا اور گلے کا ہار ہو جانا
رضا امید اکبر کی گھڑی کھائی کو تھی دل میں	(۱۵)	جگر میں چٹکیاں لینے لگا بیزار ہو جانا
فدا اس بھولے چہرے کے بہت کم سن اسے اصغرؑ	(۱۶)	مگر تیر کی بخشش کے لیے تیار ہو جانا

سلام

سناں کو کب دل اکبرؑ فگار کرنا تھا (۱) نبیؐ کو زیر لحد بیقرار کرنا تھا

عزائے شہ کا اگر سوگوار کرنا تھا (۲) جگر بھی سنگ کا پروردگار کرنا تھا

سفر میں بانوؑ کا کیا سوگوار کرنا تھا (۳) اجل کو شہ کی ذرا انتظار کرنا تھا

حسینؑ پیتے نہ پانی بروز عاشورا (۴) خیال تجھ کو تو ابر بہار کرنا تھا

نہ کھاتے تیر ستم رن میں کسطرح اصغر (۵) عروس مرگ کو گردن سے پیار کرنا تھا

نہ کسطرح سے شہادت کا بار اٹھاتے حسینؑ (۶) گناہگاروں کے بیڑے کو پار کرنا تھا

صغیر قبر کی تاریکیوں میں چونکے گا (۷) ابھی نہ شہ کو سپرد مزار کرنا تھا

نہ جانتا تھا وہ کیا ہمشبیہ احمدؐ کو (۸) عدو کو بھی دل اکبر پہ وار کرنا تھا

کہا حسینؑ نے رن کو نہ جاتے کیوں اکبرؑ (۹) تباہ مجھکو تو اے گلعذار کرنا تھا

نہ لاتے ساتھ سکینہؑ کو شہ مدینے سے (۱۰) مریض ہجر کو جو اشکبار کرنا تھا

نکلتیں خواہرِ شبیرؑ کیوں نہ خیمے سے (۱۱)	رکاب تھام کے شہ کو سوار کرنا تھا
نہ خالی بخششِ اُمت ہی شہ کو تھی منظور (۱۲)	جہاں میں حق کو بھی تو آشکار کرنا تھا
یہ اشک ہیچ ہیں سمجھو تو اے عزادارو (۱۳)	مزارِ شاہ پہ آنکھیں نثار کرنا تھا
جہاں کے عیش و الم سب بھلا دیئے نیّرؔ (۱۴)	غمِ حسینؑ جو لیل و نہار کرنا تھا

سلام

رن میں نواسے لڑنے چلے بوترابؑ کے (۱)	رخسار ڈر سے زرد ہوئے آفتاب کے
ہاتف نے دی صدا کہ لعینو خبر بھی ہے (۲)	یہ لختِ دل ہیں دونوں رسالتمآبؐ کے
حیدرؑ کے دل کے چین ہیں جعفرؑ کے نورِ عین (۳)	فرزند ہیں یہ زینبؑ عالیجناب کے
اللہ رے حسنِ عونؑ و محمدؑ کا دشت میں (۴)	جلووں پہ اوس پڑنے لگی آفتاب کے
زینبؑ کے نونہال تھے یا خلد کی بہار (۵)	دو پھول اک چمن میں کھلے تھے گلاب کے
یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کے کہتے تھے جبرئیل (۶)	جنت کے بھی گھر نہیں اس آب و تاب کے

بھائی کو بھائی دیکھ کے یوں مسکرا دیا (۷) جیسے شگفتہ ہوتے ہیں غنچے گلاب کے

ان پر نثار کرتی ہیں یہ لعل بے بہا (۸) شاہد ہیں اشک دل مری چشم پر آب کے

یارب میں دیکھوں عون و محمد کی صورتیں (۹) اٹھ جائیں دونوں آنکھوں سے پردے حجاب کے

چہروں کی ضو سے رن میں تجلی تھی طور کی (۱۰) ٹکڑے زمیں پہ اترے تھے دو آفتاب کے

نعرہ تھا شامیوں ذرا انصاف تو کرو (۱۱) احسان یاد کر لو رسالت مآب کے

ماموں ہمارے تشنہ جگر تشنہ کام ہیں (۱۲) بھر بھر کے سامنے پیو تم جام آب کے

آل نبی کے قتل سے للہ ہاتھ اٹھاؤ (۱۳) قائل بھی کیا نہیں ہو خدا کی کتاب کے

لاؤ گے دین سبط محمد کے دین پر (۱۴) یا منتظر رہو گے خدائی عذاب کے

تن تن کے دو صغیروں نے لاکھوں سے جنگ کی (۱۵) دکھلائے زور دست ولایت مآب کے

دونوں نے مثل جعفر طیار جنگ کی (۱۶) دو ٹکڑے تھے یہ ایک دل بوتراب کے

آخر فرس سے گر گئے دونوں وہ مہ جبیں (۱۷) بادل گھر آئے لشکر خانہ خراب کے

آواز دی حسینؑ کو نصرت کا وقت ہے (۱۸) پیر وہ سے جب نکل گئے حلقے رکاب کے

آئے جو شہ تو ہنس کے وہ کہنے لگے کہ ہم (۱۹) دیکھے قدم نصیب ہے گردوں جناب کے

ماں سے کہیئے روئیں نہ شکر خدا کریں (۲۰) ہم دونوں اب فدا ہوئے حق ہے جناب کے

باغ جہاں سے صورت شبنم گزر گئے (۲۱) رُت پڑ گئی جب آنے لگے دن شباب کے

موتی گرے ہیں ماتم شاہ اُمم میں کچھ (۲۲) نیّر یہ اشک غم نہیں چشم پر آب کے

سلام

حسینؑ تم کو محبوں سلام کہتے ہیں (۱) اور اب یہ آخری اپنا پیام کہتے ہیں

کچھ آب سرد جو پینا تو یاد کر لینا (۲) یہ شیعوں تم سے تمہارے امام کہتے ہیں

علیؑ بہشت کے ضامن ہیں اور شفاعت کے (۳) یہ مومنو سے امام انام کہتے ہیں

حسینؑ مجھ سے ہیں میں ہوں حسنؑ سے یارو (۴) زباں سے اپنے یہ خیر الانام کہتے ہیں

لڑے نہ نیّر بلا تو عباسؑ کا ہو دل ٹھنڈا (۵) بوقت جنگ یہ لیکر حسام کہتے ہیں

لٹا دی دولت اولاد شہ پہ زینبؑ نے	(۶)	اسے وفا کا زمانے میں نام کہتے ہیں
کہا لعینوں سے شہ نے دکھا کے اصغرؑ کو	(۷)	یہ تم سے لینے کو پانی کا جام کہتے ہیں
سوائے شیر ابھی کچھ غذا نہیں ان کی	(۸)	نہ یہ زبان سے کوئی کلام کہتے ہیں
دہن سے نکلی ہے سوکھی ہوئی زباں دیکھو	(۹)	اب ان کے واسطے کیا خواص و عام کہتے ہیں
تمہارے پاس یہ آئے ہیں چھوڑ کر جھولا	(۱۰)	زبان خشک سے تم کو سلام کہتے ہیں
ہوئے ہیں تم سے یہ اک جام آب کے سائل	(۱۱)	زباں سے اپنی ہم ان کا پیام کہتے ہیں
پلاؤ ساقیٔ کوثر کو وہ کریں سیراب	(۱۲)	سوال آب پہ یہ اہل شام کہتے ہیں
کرو نشانۂ ناوک علیؑ کے بچے کو	(۱۳)	ہمارے دین کے عالم تمام کہتے ہیں
نہیں ہے رحم کی اک ذرہ دل میں گنجائش	(۱۴)	یہ شمر سے دشت میں سب اہل شام کہتے ہیں

(۱۵) نہ کر بیان اب اصغرؑ کا حال اے نیرؔ

دلوں کو تاب نہیں خواص و عام کہتے ہیں

سلام

مدتوں قتل شہ سے یہ عالم رہا (۱) گر کے گردوں سے خوں خاک پر جم رہا

بعد سرور یہ گریہ کا عالم رہا (۲) دامن عابدؑ کا اشکوں سے پرنم رہا

قتل سرور سے کیونکر نہ ہلتے فلک (۳) جبکہ جنبش میں عرش معظم رہا

حسن یوسف زمانے کو آیا نظر (۴) بعد مردن بھی اکبرؑ پہ عالم رہا

فوج اعدا میں باجے خوشی کے بجے (۵) خیمۂ شہ میں اکبرؑ کا ماتم رہا

خاک پر گرنے پائے نہ مشک علم (۶) جبتک عباسؑ کے ہاتھ میں دم رہا

بوئے گل کی طرح نکلا اصغرؑ کا دم (۷) باغ عالم میں بھی مثل شبنم رہا

رن میں کہتے تھے شہ ہم اکیلے رہے (۸) حیف مونس رہا اور نہ ہمدم رہا

دفن کر کے یہ اصغرؑ سے بولے حسینؑ (۹) وقت آنے میں اپنے بھی اب کم رہا

گرمی تشنگی کی کوئی حد نہ تھی (۱۰) دودھ باچھوں میں بشیر کی جم رہا

اپنی موجوں سے پیاسے کے غم میں فرات	(۱۱)	مثل زلف علمدار برہم رہا
جب گئے بزم حاکم میں اہلِ حرم	(۱۲)	فرطِ غیرت سے عابد کا سر خم رہا
مر گئے تشنہ لب آہ اطفال شہ	(۱۳)	نہر میں بھی تلاطم کا عالم رہا
باغ احمدؐ کے غنچہ جو مرجھا گئے	(۱۴)	فصل گل کا نہ دُنیا میں موسم رہا
ہے قیامت یہ موقوف انصاف شہ	(۱۵)	حشر آنے سے اس واسطے تھم رہا
شہ کے قدموں پہ آنکھیں بچھاتے رہے	(۱۶)	جبتک اجسام انصار میں دم رہا

ہوگا نیرؔ سرِ حشر انصاف شہ

(۱۷)

خلد تک اب تو پیاسے کا ماتم رہا

سلام

ماتم سبط نبی ہر گھر میں ہے	(۱)	ایک تلاطم آج بحر و بر میں ہے
موتی اشکوں کے کریں مومن نثار	(۲)	روح زہراؑ ماتم سرور میں ہے

ہے کوئی جو تھام لے بازوئے شاہ (۳) تیر کاری گردنِ اصغرؑ میں ہے

شاہ کے غم سے سکوں ملتا نہیں (۴) آج تک یہ آسماں چکر میں ہے

گو کھڑے ہیں چپ غمِ شبیرؑ میں (۵) اک تزلزل پیکرِ سرور میں ہے

منفعل ہے دیدۂ شق القمر (۶) نور آشنا چہرۂ اکبرؑ میں ہے

بولے شہ یارب بیاں ہو کس طرح (۷) جو مزا آبِ دمِ خنجر میں ہے

خشکی لب ہائے شہ سے آج تک (۸) اک تلاطم چشمۂ کوثر میں ہے

کر رہی تھیں لاش پر بانو دعا (۹) جان کچھ شاید علی اکبرؑ میں ہے

قطعہ

بولے شہ یارب موئے سب اقربا (۱۰) کون زندہ آلِ پیغمبر میں ہے

اک پسر بیمار باقی رہ گیا (۱۱) اک نحیف و زار دختر گھر میں ہے

کرتے تھے شہ حق سے امت کی دعا (۱۲) خون حلقِ خشک کا خنجر میں ہے

الغ

بولے اکبر کہیں ہم اتنے مضطر (۱۳) درد اب کم کم دل مضطر میں ہے

ذبح ہوتے ہیں شہ دیں پیاس میں (۱۴) خون رگوں میں ہے نہ دم خنجر میں ہے

دشمن آل نبیؐ ہوں پائمال
(۱۵)
آرزو یہ اک دل نیرؔ میں ہے

سلام

جو ذبح شہ ہوئے یہ غل قسم زوال ہوا (۱) کہ آفتاب امامت لہو میں لال ہوا

لحد سے چاک گریبان نکلے پیغمبر (۲) قضا جو ہاتھوں پہ حضرت کے خرد سال ہوا

پڑیں شہیدوں کی جلتی زمیں پہ لاشیں (۳) حرم کو قید مصیبت میں ایک سال ہوا

طلب کیا جو شہ دیں نے پیرہن کہنہ (۴) کمال خواہر شبیرؑ کو ملال ہوا

بوقت ذبح کوئی پوچھتا تو قاتل سے (۵) لہو امام کا کیونکر تجھے حلال ہوا

ابھی جوان بھی پورے نہ تھے علی اکبرؑ (۶) جو دن بہار کے آئے خزاں نہال ہوا

کہا یہ فضہ نے شہزادے کی سُنا و خبر (۷) پکارے شہ علی اکبرؑ کا انتقال ہوا

فلک بھی کانپ اُٹھا حرملہ کی بدعت پر (۸) پدر کی گود میں بے شیر جب نڈھال ہوا

سکینہ کہتی تھیں دریا پہ سو رہے عمو (۹) ہے کتنی دور کہ آنا انہیں محال ہوا

وہ باغ خون سے سینچا تھا جسکو زہراؑ نے (۱۰) بہار آنے نہ پائی کہ پائمال ہوا

تڑپتی ہے غم فرقت سے رات دن بہن تیری (۱۱) تمہیں کنیز کا آقا نہ کچھ خیال ہوا

سلام

بعد اکبرؑ شہ کا یہ عالم رہا (۱) درد دل میں اور کمر میں خم رہا

ہم عزاداروں پہ کیا اے آسماں (۲) عرش پر شبیرؑ کا ماتم رہا

اربعیں تک مومنو عاشور سے (۳) دیدۂ بنت نبیؐ پُر نم رہا

سمجھے عیسیٰ معنیٔ ذبح عظیم (۴) جب قرآں میں سورۂ مریمؑ رہا

کہتے تھے شہ سر کیا حق پر نثار (۵) جو دیا اس راہ پر وہ کم رہا

کو فیو نارِ جہنم سے ڈرو	(۶)	یہ زبانِ شاہ پہ پیہم رہا
حسنِ یوسفؑ بڑھ کے بھی دنیا میں آج	(۷)	ہمشبیہِ مصطفےٰؐ سے کم رہا
غم میں شہ کے اشک موتی بن گیا	(۸)	گو مثالِ قطرۂ شبنم رہا
پا گیا راہِ جناں تدبیر سے	(۹)	زانوئے شہ پر جو حُر بے دم رہا
دفن تک خونِ شہیداں تھا رواں	(۱۰)	دامنِ کرب و بلا پُر نم رہا
غم میں اکبرؑ کے رہی ماں بے حواس	(۱۱)	منتشر جو گیسوئے پرخم رہا
چادرِ بنتِ علیؑ لیں یا نہ لیں	(۱۲)	مشورہ اعدا میں یہ باہم رہا
نہ کیا اک بار بھی سرور نے یاد	(۱۳)	نیّرِ دلگیر کو یہ غم رہا

سلام

نہ ابنِ زہراؑ پہ کفار کی جفا ہوتی	(۱)	جو دل میں اُمتِ عاصی کے کچھ وفا ہوتی
قضا نہ آتی اگر مرضئ خدا ہوتی	(۲)	حسینؑ ہوتے نہ دنیا میں کربلا ہوتی

نہ کرتے شہروں میں تشہیر آلِ احمدؐ کو	(۳)	جو بے حیاؤں کی آنکھوں میں کچھ حیا ہوتی
ضرور اشک فشاں ہوتے لوگ غربت پہ	(۴)	جو انکے سینوں میں شبیرؑ کی ولا ہوتی
یہ بولیں زینبؑ مضطر نہ ہوتی ماں سے خجل	(۵)	اگرچہ بھائی کے بدلے میں خود فنا ہوتی
نہ گھٹ کے گرمی سے دختِ حسینؑ مر جاتی	(۶)	جو تنگ شام کے زندان میں ہوا ہوتی
خدا کے عرش پر احمدؐ نے پایا حیدرؑ کو	(۷)	اب اس سے بڑھ کے یداللہ کی شان کیا ہوتی
نہ دیتے زہر بھرا پانی کا جام اہلِ ستم	(۸)	جو کوئی اصغرؑ بے شیر کی خطا ہوتی
سفر میں قافلے والے وطن میں تھی صغراؑ	(۹)	مریضِ غم کو بھلا کس طرح شفا ہوتی
گماں تھا بانو کو اکبرؑ کی جان بچ جاتی	(۱۰)	اگرچہ زخم جگر کی کوئی دوا ہوتی
ہوئے ہیں پھول سے رخسار ظلم سے نیلے	(۱۱)	قصور کرتی سکینہؑ تو کچھ سزا ہوتی
پکاریں ہائے دلارا اکبرؑ میں بیاہ لاتی دلہن	(۱۲)	جو اس برس نہ مرے لال کی قضا ہوتی
سنبھل ہی جاتی سفر میں مریض کی حالت	(۱۳)	برائے عابدؑ دلگیر گر دوا ہوتی

تو ذاکر شہ دیں پھر نہ ہوتی اے نیّر (۱۴) جو دل میں نسبت نبیؐ کے نہ تری جا ہوتی

سلام

ہو روتے روتے زندگی بھی تیر ہو گئی (۱) نسبت غم حسینؑ سے کب سیر ہو گئی

ال کہہ رہی تھیں دشت میں کیا حادثہ ہوا (۲) اصغرؑ کو میرے آنے میں کیوں دیر ہو گئی

قتل میں بس چمکتا تھا قاسمؑ کی تیغ کا (۳) ازرق کی لاش خاک کا اک ڈھیر ہو گئی

رہ رعب و دبدبہ تھا کہ اللہ کی پناہ (۴) ہیبت سے شہ کی فوج عدو زیر ہو گئی

نیت اٹھا کے لائے جو کڑیل جوان کی (۵) دنیا نظر میں شاہ کی اندھیر ہو گئی

لمکر اٹھے یہ لاشہ عباسؑ سے حسینؑ (۶) تیری ترائی آج سے اے شیر ہو گئی

ہتی تھیں بانو بچے بھی شہ ہی کے مر گیا (۷) قسمت کی کیسی لوگو الٹ پھیر ہو گئی

(۸)
سچ ہے غذائے روح ہے اجر غم حسینؑ
نیّر میں اپنی زندگی سے سیر ہو گئی

سلام

علیؑ کی قدر رسالتمآب سے پوچھو (۱) نبیؐ کا رتبہ دل بوتراب سے پوچھو

بہت عظیم تھا کرب و بلا میں قتل حسینؑ (۲) یقین نہ آئے تو اہل کتاب سے پوچھو

لہو بہانے سے کتنی ہوئی تجھے تفریح (۳) غم حسینؑ میں چشم پر آب سے پوچھو

لہو صغیر کا چہرے پہ کیوں ملا شہ نے (۴) شفق میں ڈوبے ہوئے آفتاب سے پوچھو

بتائیں کیا غم عباسؑ کو شہ بیکس (۵) فراق بلبل شیدا گلاب سے پوچھو

گلے لگائے ہے اصغرؑ کے بعد جھولے کو (۶) صغیر بچہ کی الفت رباب سے پوچھو

بتائے گا علی اکبرؑ کے حسن کا عالم (۷) طلوع ہوتے ہوئے آفتاب سے پوچھو

اُٹھایا لاشۂ اکبرؑ کو کس طرح رن سے (۸) حسینؑ کے دل پر اضطراب سے پوچھو

لگا کے ننھی سی گردن پہ تیر کیا پایا (۹) یہ کس سے قاتل خانہ خراب سے پوچھو

ملا تھا پھل علی اکبرؑ کو کیا جوانی کا (۱۰) جو نامراد ہوا اسکے شباب سے پوچھو

پھوٹ پھوٹ کے روتا ہے آب دریا پر (۱۱) ہے کس کی پیاس کا صدمہ حباب سے پوچھو

نہ جانے کیا تھی گل باغ مرتضےٰ کی شمیم (۱۲) یہ لطف نخل ارم کے گلاب سے پوچھو

حسینؑ کون تھے احمدؐ کے اے مسلمانو (۱۳) اسے حدیث رسالت مآب سے پوچھو

(۱۴)
دھوئیں جگر سے نکلتے ہیں کیا کہے نیّر
غم حسینؑ نہ اس دل کباب سے پوچھو

سلام

ارا دل ہے اس مظلوم و بیکس کا عزاخانہ (۱) ازل سے تا ابد عرش بریں ہے جس کا کاشانہ

زمانے میں تھا جس کا مجرئی دربار شاہانہ (۲) اسی شہ کا یہ اک ادنیٰ سا عالم ہے جلوخانہ

شفق نے گلشن عالم کو گلگوں کر دیا کیسا (۳) الٰہی خون میں ڈوبا ہوا ہے کس کا افسانہ

رے آنکھوں سے جب آنسو تو تارے چرخ سے ٹوٹے (۴) کیا لیلیٰ نے زلف اکبرؑ مہروش جب شانہ

یا کر بیاہ کا قاسمؑ کو خلعت شبیرؑ نے فرمایا (۵) ہوئیں تر لو آئے کا خون جگر جوڑا یہ شاہانہ

فدا حسینؑ پہ محمدؐ نے کیا فرزند کو اپنے	(۶)	اسی شمع وفا کا ہر دل مومن ہے پروانہ
غم شبیرؑ میں آہوں سے نکل کی نار دوزخ جب	(۷)	ہر اشک چشم مومن بن گیا جنت کا بیعانہ
نہ ہیں عباسؑ خیمے میں نہ اکبرؑ ہیں نہ قاسمؑ ہیں	(۸)	وہ رونق اب کہاں خیمہ کا در دولت ہے ویرانہ
پیمبر کا خدا کا اور نہ ڈر تھا روز محشر کا	(۹)	چلے آئے عدو خیمے میں شہ کے بے حجابانہ
بن کاہل ترے ناوک نے دو گھائل کئے پیہم	(۱۰)	چھدی بچہ کی گردن باپ کا زخمی ہوا شانہ
جبین چرخ پر جیسے کسی نے خون چھڑکا ہو	(۱۱)	شفق نکلی ہے یوں لیکر شہیدِ غم کا افسانہ
اکیلے گھر میں تھا یہ شغل بعد شاہ صغراؑ کا	(۱۲)	کبھی نالے کبھی شیون کبھی رو دینا گھبرانا

(۱۳)
برس پڑتے ہیں موتی میری آنکھوں سے غم شہ میں
چھلک جاتا ہے نیر جب ہمارے دل کا پیمانہ

سلام

چشم تر نے غم شبیرؑ کے جام کوثر لے لیا	(۱)	داغ دل نے مجرئی فردوس میں گھر لے لیا

(۲) رکھ کے شتہ پر مرتبہ یہ ہم نے برتر لے لیا ‎ ‏ باغِ فردوسِ بریں میں قصرِ گوہر لے لیا

(۳) شور تھا جن و ملک میں نعرۂ تکبیر کا ‏ ہاتھ پر جس دم علیؑ نے بابِ خیبر لے لیا

(۴) عقدۂ لاحل ہوئے حل مشکلیں آساں ہو گئیں ‏ جب کسی نے صدقِ دل سے نامِ حیدرؑ لے لیا

(۵) صبر غارت جبکہ خیمہ میں گئی فوجِ عدو ‏ سب سے پہلے شمر نے عابدؑ کا بستر لے لیا

(۶) لاش پر اُس وقت پہونچی زینبؑ خستہ جگر ‏ کاٹ کر جب شمر نے شبیرؑ کا سر لے لیا

(۷) بعدِ اصغرؑ تھی یہ غنچوں کے چٹکنے کی صدا ‏ گلشنِ احمدؐ کا گلچیں نے گلِ تر لے لیا

(۸) قلب کو تسکیں ہوئی اور روح کو راحت ملی ‏ وقتِ مشکل گر کسی نے نامِ حیدرؑ لے لیا

(۹) کیا عجب ہے روزِ محشر رشک سے حوریں کہیں
دیکھو نیرّ نے بھی وہ دامانِ حیدرؑ لے لیا

واقعہ

بے کجاوہ اونٹوں پر اہل حرم اسوار ہیں	(۱)	آگے آگے پا پیادہ عابدؑ بیمار ہیں
اک منادی آگے آگے دیتا جاتا ہے صدا	(۲)	یہ محمد مصطفےٰؐ کے عترتِ اطہار ہیں
اکبرؑ و عونؑ نیزوں پہ بھی ہیں قافلے والوں کے سر	(۳)	جن کے گیسو خون آلودہ گلے کے ہار ہیں
لوگ سب آگے پوچھتے تھے سید سجادؑ سے	(۴)	اے مریض غم تجھے کیا رنج کیا آزار ہیں
کس خطا پر قید زنجیروں میں حاکم نے کیا	(۵)	ہتھکڑی بیڑی گلے کا طوق تجھ پر بار ہیں
بیبیاں کون ہیں جو رو رہی ہیں سر کھلے	(۶)	مر گیا ہے کون انکا جو یہ ماتم دار ہیں
جس کے کانوں سے لہو بہتا ہے یہ لڑکی ہے کون	(۷)	کیا مرض اسکو ہے کیوں سوجے ہوئے رخسار ہیں
کیا خطائیں کیں جو نیزوں پر علم ہیں انکے سر	(۸)	کون ہیں یہ لوگ جو اس ظلم کے حقدار ہیں
بولے عابدؑ کیا بتائیں تم کو اپنا حال زار	(۹)	موت کے خواہاں ہیں یارو ہم سب اب جان سے بیزار ہیں
دیکھتے ہو حال غم اب پوچھنے سے فائدہ	(۱۰)	میں یتیم زار ہوں اور وادیاں پرخار ہیں

تھے کبھی آباد اشہان غریبی ہے عیاں (۱۱) اک وطن آوارہ و مسکین کے ماتمدار ہیں

طوق کے لنگر سے بھی سر کا اٹھانا ہے محال (۱۲) اس پہ بھی دُرّے لگانے کو لعیں تیار ہیں

درد سر داغ پدر ہے اور یہ فرقت دم بدم (۱۳) اک تن تنہا ہوں میں اور سیکڑوں آزار ہیں

یہ نہ پوچھو کس لیے تلووں سے بہتا ہے لہو (۱۴) پاؤں میں ہیں آبلے اور آبلوں میں خار ہیں

کرتے ہیں ہر دم نئے جور و جفا اہل ستم (۱۵) ہم گرفتار ستم ہیں صاحب آزار ہیں

ناتوانی کے سبب سینہ میں ہل جاتا ہے دل (۱۶) بے دوا و بے غذا و ناتوان و زار ہیں

پڑھتے ہیں کلمہ نبی کا پھر یہ کیسا ہے ستم (۱۷) قید میں ہیں اور بزنجیر ہیں احمد کے رشتہ دار ہیں

یہ جو سر نیزے پہ ہے روشن مثال آفتاب (۱۸) قبلہ و کعبہ ہمارے قافلہ سالار ہیں

جو ہیں بے سر ہیں نیزوں پہ ہیں سب اقربا (۱۹) سب شجاعان عرب ہیں غازی جرار ہیں

بے خطا انکو تہ شمشیر اعدا نے کیا (۲۰) مسجد کعبہ کے یہ سب حاجی و زوار ہیں

ان کا ہمسر کون ہے کیا ہو بیان انکی صفت (۲۱) بوستان مصطفیٰ کے سب گل گلزار ہیں

تین دن کے بھوکے پیاسے ہوگئے حق پر فدا	(۲۲)	مصطفیٰ کے بعد یہ کونین کے مختار ہیں
دور ہیں انکے کبھی ان کا نہ تھا کوئی نظیر	(۲۳)	پر جفا و ظلم سہنے کے لئے تیار ہیں
وہ مرے بھائی کا سر ہے دیکھئے بالائے سناں	(۲۴)	جس کے چہرے پہ لٹکتے گیسوئے خمدار ہیں
یہ جو دو ننھے چھوٹے چھوٹے تم کو آتے ہیں نظر	(۲۵)	یہ مری بیکس پھوپھی اماں کے برخوردار ہیں
باپ کو روتا ہوں جب درّے لگاتے ہیں مجھے	(۲۶)	ہر گھڑی اہل کوفہ درپئے آزار ہیں
میرے دل سے پوچھئے میری پھوپھی کا درد و غم	(۲۷)	زخم بازو کے علاوہ پشت پر بھی غار ہیں
ننھے ہاتھوں سے جو منھ کو پیٹتی ہے بار بار	(۲۸)	جس کے رخ پر یہ مسلسل آنسوؤں کے تار ہیں
وہ مری چھوٹی بہن ہے اور ہے بیمار غم	(۲۹)	باپ سے بچھڑی ہوئی ہے موت کے آثار ہیں
سر کھلے اونٹوں پہ بیٹھی ہیں جو یہ سیدانیاں	(۳۰)	انکی آنکھیں وارثوں کے رنج میں خونبار ہیں
ظلم اسیروں کے لئے کیا کیا نہیں ساماں ہیں	(۳۱)	تیر و شمشیر و سناں و خنجر و تلوار ہیں
نیّرِ رنجور تو ہے اسقدر کیوں مضمحل	(۳۲)	تیری بخشش کا سہارا حیدر کرار ہیں

روایت

اک طرفہ روایت ہے اک غم کا فسانہ ہے (۱) سر شمر نے سرور کا نیزے پہ چڑھایا ہے

مظلومیٔ و غربت تو چہرہ ہی سے ہے ظاہر (۲) سر نوک سناں پر ہے اور دشت میں لاشہ ہے

معراج سر شہ کو نیزے پہ ہوئی رن میں (۳) احمد کی سواری کا اک تازہ مرقع ہے

سر چوب سناں پر ہے یا رحل پہ ہے قرآں (۴) بکھرے ہوئے گیسو ہیں یا چاند میں ہالا ہے

بن جاتا ہے ہر ذرہ اک لعل بدخشانی (۵) قطرہ کوئی جب خوں کا گردن سے ٹپکتا ہے

روضے سے پیمبر بھی سر پیٹتے نکلے ہیں (۶) بیمار اسی غم سے خود چرخ پہ عیسیٰ ہے

وہ طور کا قصہ ہے بیہوش ہوئے تھے جب (۷) موسیٰ کو دوبارہ اب مقتل میں غش آیا ہے

حوران جناں زلفیں بکھرائے ہیں ماتم میں (۸) فردوس میں مریم نے زہرا کو سنبھالا ہے

حیرت سے فرشتے بھی انگشت بدنداں ہیں (۹) ہلتے ہیں فلک ساتوں اور عرش لرزتا ہے

اے شمر یہ نیزے پر جس کا ہے سر اطہر (۱۰) وہ عرش الٰہی کا پرنور ستارا ہے

جبریلؑ بھی مقتل میں یہ کہتے ہوئے آئے	(۱۱)	یہ جانِ نبی میری آغوش کا پالا ہے
یہ گیسوئے پرخوں ہیں نیزے سے بندھے جھکے	(۱۲)	یہ ہادیٔ ایماں ہے کونین سے اعلیٰ ہے
رتبہ ہے سب ہی اسکے واقف ہیں زمانے میں	(۱۳)	میں اسپہ تصدق ہوں تیغ میرا خونزادہ ہے
ظالم پہ ترے لعنت تجھپر بھی تبرا ہو	(۱۴)	مردے کو کوئی ایذا اسطرح سے دیتا ہے
کاٹا ترے خنجر نے گلزار شریعت کو	(۱۵)	گُل چاک گریباں ہے ہر غنچہ فسردہ ہے
جائے گا کہاں بچکر ڈر داور محشر سے	(۱۶)	سادات کا دل تم نے اے شمر دُکھایا ہے
کہتا تھا رُخِ شہ پر گردوں بھی نظر کرکے	(۱۷)	ہے مہر شعاعوں میں یا زلفوں میں چہرا ہے
جو صاحب ایماں تھے کہتے تھے یہی رو کر	(۱۸)	یہ ظلم تو مردوں پر ہم نے نہیں دیکھا ہے
کچھ محو نظارہ ہیں کچھ لوگ یہ کہتے ہیں	(۱۹)	کس دُرج کا گوہر ہے کس برج کا تارا ہے
یہ ضو تو نہیں پائی خورشید درخشاں نے	(۲۰)	یہ بحر محمدؐ کا شاید دُرِ یکتا ہے
دُنیا ہے معطر سب آتی ہے مہک اتنی	(۲۱)	گلزار محمدؐ کا یہ اک گُلِ تازہ ہے

اک اُنہیں سے یہ بولا کیا پوچھتے ہو لوگو	(۲۲)	دریائے امامت کا یہ گوہر یکتا ہے
اک بولا نسب سے تو واقف نہیں ہم اسکے	(۲۳)	پر دل تو یہ کہتا ہے یہ کوئی فرشتہ ہے
دی حلق بُریدہ نے سرور کے صدا اسدم	(۲۴)	مجھ درد رسیدہ کو اُمت نے ستایا ہے
تم سب کے نبی کا میں مظلوم نواسا ہوں	(۲۵)	ماں فاطمۂ زہرا ہے حیدر مرا بابا ہے
راضی ہوں میں ہر دُکھ میں جو چاہیں ستم کر لیں	(۲۶)	ہمراہ مرے سر کے بیکس مرا کُنبہ ہے
کچھ لاشیں ہیں مقتل میں کچھ وادیٔ غربت میں	(۲۷)	بے شیر بھی اُنہیں ہے جو تیر کا مارا ہے
تم سب کے لیے ہم نے ذلت بھی گوارا کی	(۲۸)	وہ رسّی میں جکڑی ہے جو ثانیٔ زہرا ہے
دو میری یتیمہ بھی ہیں قید مصیبت میں	(۲۹)	اک شب کی دلھن کبرا اک بالی سکینہ ہے
صابر ہوں مگر عترت کا کیا انسے کروں شکوہ	(۳۰)	نیزے کی سواری ہے اور کوسوں کا صحرا ہے
لاشہ وہی اُٹھوائے مدفن وہی بنوائے	(۳۱)	مالک ہے وہی سب کا جو خالق یکتا ہے
گھر بار لٹیں اور سر خالق یہ کیے صدقے	(۳۲)	سو بار میں قرباں ہوں یہ دل کی تمنا ہے

بس ختم کرو نیّر حال شہ بیکس کو (۳۳) اب قافلہ رانڈوں کا دربار میں جاتا ہے

روایت بطور مخمس در احوال دربار شام داخلہ اہلبیت علیہ السلام و شہادت فرنگی

لکھا ہے راویوں نے یہ پُر درد واقعہ (۱) پہونچا جو شام قافلۂ آل مصطفیٰؐ
بیٹھا تھا تخت زر پہ یزید ابن معویہ — سر پر تھا تاج تن پہ تھی زرنگار اک قبا
اور بے ردا تھی سامنے عترت حسینؑ کی

ساکت کھڑے تھے شرم سے سجادؑ ناتواں (۲) اور طشت میں رکھا تھا سر شاہ بیکساں
بکھری ہوئی تھیں پتلیاں اور اشک تھے رواں — لیکن دہن سے نکلی تھی سوکھی ہوئی زباں
تصویر بیکسی کی تھی صورت حسینؑ کی

دربار تھا یزید کا اس دم بھرا ہوا (۳) کچھ لوگ غیر ملکوں کے بیٹھے تھے جا بجا
ان میں تھا اک سفیر بھی ملک فرنگ کا — سر دیکھ کر وہ شاہ کا کرسی سے گر پڑا
آیا تھا سُن کے دور سے شہرت حسینؑ کی

پھر اُٹھ کے پیش تخت یزید اشنے یہ کہا (۴) یہ سر ہے کس کا طشت میں کیسا ہے ماجرا
اور بیبیاں یہ کون ہیں آفت کی مبتلا بیمار اک جواں بھی ہے قیدی بنا ہوا
ملتی ہے اسکے رُخ سے شباہت حسینؑ کی

میں قوم سے نصاریٰ کی ہوں اے امیر شام (۵) تاجر گہر فروش ہوں واقف ہیں خاص و عام
ہر ملک و ہر دیار میں پھرتا ہوں میں مدام اس جا بھی آیا دیکھ کے لوگوں کا اژدہام
چھنوا رہی ہے خاک محبت حسینؑ کی

آئے تھے میرے خواب میں کل سید البشر (۶) آنکھوں میں اشک آہ بلب اور برہنہ سر
ہمراہ سب تھے موسیٰؑ و عیسیٰؑ بچشم تر دی تھی انھوں نے آج کے دربار کی خبر
فرما کے سر گزشت شہادت حسینؑ کی

پھر فیضیاب دولت اسلام سے کیا (۷) فرما کے یہ قبالۂ جنت عطا کیا
اے دوست پڑھ لے فرد شہیدانِ کربلا نام اسمیں تیرا فدیۂ شبیرؑ ہے لکھا

اب بھولنا نہ دل سے محبت حسینؑ کی

(۸) پر یہ نہیں کھُلا کہ یہ تھا کونسا حسینؑ — کیا فاطمہؑ کی گود کا پالا ہوا حسینؑ
محبوب کبریا کا نواسا مرا حسینؑ — یا اور کوئی نام کا مارا گیا حسینؑ

کہہ صاف صاف مجھ سے حقیقت حسینؑ کی

(۹) جبریل جسکے در کے تھے دربان وہ حسینؑ — شبیرؑ بھی لقب ہے ہیں قربان وہ حسینؑ
جو تیسرا ہے پارۂ قرآن وہ حسینؑ — روح علیؑ ہے فاطمہؑ کی جان وہ حسینؑ

انس و جن و ملک میں ہے شہرت حسینؑ کی

(۱۰) دل ٹکڑے ہو رہا ہے مرا اسکے حال پر — کیا لامذہب تھا کس لئے کاٹا ہے اسکا سر
کہا اس نے مار رکھا تھا کچھ تیرا مال و زر — بولا یزید بند بس اپنی زبان کر

میں سُننا چاہتا نہیں مدحت حسینؑ کی

غصہ سے پھر پکارا کہ ہاں ہاں وہی حسینؑ — جو مشکلوں کو کرتا تھا آساں وہی حسینؑ

سینہ تھا جس کا پارۂ قرآں وہی حسینؑ لاریب تھا جو فخر سلیماں وہی حسینؑ

اب کیا کرے گا سُنکے فضیلت حسینؑ کی

بس بس خموش ختم کر اس شور و شین کو (۱۲) ہم نے کیا شہید شہ مشرقین کو

اچھا کیا مٹا دیا زہرا کے چین کو عیسیٰؑ سے کہہ وہ آ کے جلا لیں حسینؑ کو

ان کو تو ہے ازل سے محبت حسینؑ کی

کاٹا ہے میری تیغ نے حیدر کا بوستاں (۱۳) میں نے مٹایا جہان کے ہاشم کا خاندان

اکبر سا نوجواں ہے نہ اصغر سا بے زباں عباسؑ سے جری کا جہاں میں نہیں نشاں

سب کربلا میں لوٹ لی دولت حسینؑ کی

عابد کو بے پدر کیا زینبؑ کو بے ردا (۱۴) بانو کا دیکھ رسّی میں بندھوا دیا گلا

اک شب کی بیاہی کبراؑ کا سر ہے کھلا ہوا رکھا ہے دیکھ طشت میں یہ سر حسینؑ کا

پہچان آ کے پاس سے صورت حسینؑ کی

بولا فرنگی بس تجھے غارت کرے خدا (۱۵) دوزخ میں جائے تو و تری فوج پر دغا

لعنت ہے تجھ پہ تو نے پیمبر پہ کی جفا آل نبی کی شان میں تو نے بکا ہے کیا

کرتا ہے کس زباں سے مذمت حسینؑ کی

وے اے لعین سر مجھے میرے حضور کا (۱۶) اب حال ہے تباہ دل ناصبور کا

افسانہ یاد آگیا موسٰیؑ و طور کا پروانہ ہوں میں شمع محمدؐ کے نور کا

لائی ہے کھینچکر مجھے الفت حسینؑ کی

بلبل ہوں میں نبی کے گلستاں کے پھول کا (۱۷) ہوں جاں نثار دل سے جناب رسول کا

کیا جانے تو میں فدیہ ہوں ابن بتول کا ہے مدعا بس ایک یہ مجھ دل ملول کا

مدفن ملے جہاں پہ ہو تربت حسینؑ کی

کرتا ہوں تجھ سے اک یہ وصیت تو کر خیال (۱۸) دوڑا کے گھوڑے لاش مری کرنا پائمال

ٹکڑے پڑا ہے دشت میں قاسمؑ سا نونہال میں بھی ہوں اک غلام شہنشاہ خوشخصال

آتی ہے یاد مجھکو مصیبت حسینؑ کی

آئے جو میرا کنبہ تو قیدی بنائیو (۱۹) زینبؑ کے ساتھ میری بہن کو پھرائیو

بیٹی کے منہ پہ میری طمانچے لگائیو میرے پسر کے پیر میں بیڑی پنھائیو

کیا تو نے یوں ہی کی نہ تھی ذلت حسینؑ کی

سرور کے ساتھ نیزے پہ میرا بھی سر رہے (۲۰) ہر ظلم کا خیال تجھے فتنہ گر رہے

پانی سے وقت ذبح نہ خنجر بھی تر رہے دینا کفن نہ لاش کو تن خاک پر رہے

عریاں ابھی ہے دھوپ میں میت حسینؑ کی

بولا ملازموں سے یزید ستم شعار (۲۱) ہر بات اسکی ہوتی ہے میرے جگر کے پار

رسوائے خلق مجکو کرے گا یہ بے شمار اسکے گلے پہ پھیر دو تیغ ستم کی دھار

آج اسکی جان لے گی محبت حسینؑ کی

بس شہ کا سر فرنگی نے بڑھکر اٹھالیا اور کلمہ پڑھکے اپنے گلے سے لگالیا

قاتل نے ذبح کرنے کو جب کھینچ لیا گردن کو شوق ذبح میں اس نے جھکا لیا

یاد آ گئی حرم کو شہادت حسینؑ کی

اللہ نے بھی مژدۂ جنت سنا دیا (۲۳) احمد نے لا کے حلۂ جنت پنھا دیا

حیدرؑ نے جام چشمۂ کوثر پلا دیا عیسےٰ پکارے تجھکو خدا نے جلا دیا

آخر کو کام آ گئی اُلفت حسینؑ کی

نیرؔ اب فرنگی کا احوال کر بیاں (۲۴) روتے ہیں اسکی لاش پہ پیغمبر زماں

سجادؑ بے حواس ہیں مضطر ہیں بیبیاں کر یہ دعا خدا سے کہ اے ربِ دو جہاں

یاد آئے قبر میں بھی مصیبت حسینؑ کی

نوحہ

زہراؑ نے کہا اتنا نہ تڑپائیے بابا (۱) للہ کوئی بات تو فرمائیے بابا

تنہا نہیں خوش آئے گا فردوس کا گلشن (۲) مجھکو بھی تو ہمراہ لیے جائیے بابا

اس غم میں نہیں جینے کی میں بھی سفری ہوں	(۳)	منزل کا پتہ دیتے ہوئے جائیے بابا
فرمائیے شفقت مرے احوال پہ للہ	(۴)	فرقت کے الم مجھ سے نہ اٹھوائیے بابا
اس خاک بھرے چہرے کو تو دیکھیے اُٹھکر	(۵)	دیدار سے لونڈی کو نہ ترسائیے بابا
فرقت سے موئی جاتی ہے یہ نازوں کی پالی	(۶)	اکبار رخ منہ بیٹی کو دکھلائیے بابا
چین آئیگا کسطرح سے مرقد میں اکیلے	(۷)	اللہ سے کہکر مجھے بلوائیے بابا
بچوں کا مرے کون ہے اب پوچھنے والا	(۸)	کچھ ان کو دلاسا تو دیے جائیے بابا
سرخ آنکھیں ہیں سوجے ہوئے ہیں پھول سے رخسار	(۹)	روتے ہیں یہ بچے انھیں بہلائیے بابا
یہ لاش سے لپٹی ہوئی بیہوش ہے زینبؑ	(۱۰)	اس پیاری نواسی کو تو سمجھائیے بابا
ہے درپئے آزار بہت آپ کی امت	(۱۱)	کسطرح بسر ہوگی یہ تبلائیے بابا

تم عرض کرو باپ سے اے فاطمہؑ زہرا

نیرؔ کو بھی فردوس میں بلوائیے بابا

نوحہ

اندھیرا خانۂ زہراؑ میں کیسا چھایا ہے (۱) چراغ راہ ہدایت کو کیا بجھایا ہے

فلک سے دیتے ہیں جبریل یہ صدا پیہم (۲) علیؑ کا مسجد کوفہ میں خوں بہایا ہے

یہ کیا ستم کیا روزوں میں ابن ملجم نے (۳) کفن میں احمدؐ مختار کو رلایا ہے

ہوئی تھی کونسی معصوم سے خطا سرزد (۴) جو سر پہ تیغ کو جلاد نے لگایا ہے

جبیں کے زخم سے دریا ہے اک رواں خوں کا (۵) کہ جس سے حیدرؑ کرار کو غش آیا ہے

زمانہ ہو گیا سونا قیامت آئی ہے (۶) علیؑ نے گلشنِ فردوس کو بسایا ہے

یتیم کر دیا زہراؑ کے نور چشموں کو (۷) حسنؑ حسینؑ کا ظالم نے دل دکھایا ہے

حرم میں شور ہے ہر وقت آہ و زاری کا (۸) لگی ہے موت کی ہچکی پسینہ آیا ہے

علیؑ کے جوش محبت سے اشک ہیں جاری (۹) گلے سے زینبؑ غمگیں کو لگایا ہے

لگاتے ہیں کبھی حسنینؑ کو گلے حیدرؑ (۱۰) کبھی یہ کہتے ہیں یہ حال کیوں بنایا ہے

یہ یاد کرنا کبھی مجھکو اے مرے پیارو	(۱۱)	تمھارے سر پہ خدا و نبیؐ کا سایا ہے
حسنؑ سے کہتے ہیں سُن لو مری وصیت کو	(۱۲)	تمھارے واسطے حکم خدا یہ آیا ہے
مخالفین سے لازم ہے صلح بعد مرے	(۱۳)	یہ حکم ختم رسل نے مجھے سُنایا ہے
مرے حسینؑ سے ہشیار رہنا اے پیارے	(۱۴)	بس ایک غم ہے یہی جسنے دل کو کھایا ہے
ندائے غیب یہ آئیگی ہوشیار حسینؑ	(۱۵)	وفائے وعدۂ طفلی کا وقت آیا ہے
دہم کو ماہ محرم کی ہونگے یہ بھی شہید	(۱۶)	انھیں نے اُمت عاصی کا بار اُٹھایا ہے
تڑپ کے روے نہ زینب مرے جنازہ پر	(۱۷)	مرے فراق کا دھڑکا اسے سمایا ہے
وہ لاشہ شہ بیکس پہ رونے والی ہے	(۱۸)	ہجوم یاس و الم دلپہ اسکے چھایا ہے
خموش ہو گئے نیرؔ یہ کہہ کے شیر خدا	(۱۹)	جنازہ بیٹوں نے اب باپ کا اُٹھایا ہے

نوحہ

علیؑ نے خانہ زہراؑ میں صف بچھائی ہے	(۱)	اجل نے شمع رسولِ خدا بجھائی ہے

ندا یہ دیتے ہیں رو رو کے چرخ سے جبریلؑ (۲) جہاں سے دخترِ احمدؐ اٹھیں دہائی ہے

علیؑ کا لٹ گیا گھر کہتی ہیں یہی زینبؑ (۳) خزاں بہار میں باغ نبی پہ آئی ہے

جناں میں سر کھلے روتی ہیں مریمؑ و سارہؑ (۴) تباہی شافعِ محشر کے گھر میں آئی ہے

کہا یہ بیٹیوں سے دیدار آخری کر لو (۵) تمہاری ماں نے تو بستی نئی بسائی ہے

زمانہ کسبِ ضیا جس سے کرتا تھا ہیہات (۶) کفن میں صورتِ پُرنور وہ چھپائی ہے

طمانچہ مار کے منھ پر کہا یہ فضہ نے (۷) یسیر ہو گئے حسنینؑ اب دہائی ہے

سدھاری سوئے جناں ہائے میری شہزادی (۸) رسول زادوں پہ غم کی گھٹا یہ چھائی ہے

کہاں ہیں احمدِ مرسل نظر سے دیکھیں تو یہ (۹) حرم میں آگ مسلمانوں نے لگائی ہے

یہ کیا غضب کیا افسوس کلمہ گویوں نے (۱۰) گرایا پہلوئے زہراؑ پہ در دہائی ہے

شہید محسنِ معصوم کو شکم میں کیا (۱۱) رسن علیؑ کے گلے میں بھی اب پنھائی ہے

نبی کی آل سے یہ بدسلوکیاں توبہ (۱۲) یہ بے حیاؤں کی طینت میں کیا سمائی ہے

حسنؑ ہیں رنج سے بیہوش اور علیؑ گریاں	(۱۳)	حسینؑ روتے ہیں زینبؑ نے خاک اڑائی ہے
نبیؐ ہیں اشک فشاں اس سبب سے اے نیّر	(۱۴)	گھٹا جہاں کے دلوں پر الم کی چھائی ہے

نوحہ

لاش حسنؑ پہ کہتے تھے سرور جواب دو	(۱)	کیا دل پہ گذری میرے برادر جواب دو
کیوں چپ ہو گیا گذرتی ہے دل پر جواب دو	(۲)	اے گلشن نبی کے گل تر جواب دو
کیا درد ہو رہا ہے دل پاش پاش میں	(۳)	رکھے ہیں دونوں ہاتھ جگر پر جواب دو
بہنوں کا کچھ خیال نہ زوجہ کا ہوش ہے	(۴)	غش میں پڑا ہے قاسمؑ مضطر جواب دو
روضہ پہ نانا جان کے جانا محال ہے	(۵)	تربت کہاں بناؤں برادر جواب دو
مضطر ہیں غم سے ہاتھ میں رعشہ ہے دل میں درد	(۶)	دفناؤں لاش قبر میں کیونکر جواب دو
گھیرے ہیں ظالموں نے برادر کو دیکھ لو	(۷)	روکے ہے راہ فوج ستمگر جواب دو
آمادۂ قتال ہے یہ فوج بے حیا	(۸)	لگتے ہیں تیر لاش کے اوپر جواب دو

کوئی زمیں اور کرو قبر کی تلاش (۹) کہتے ہیں بار بار بد اختر جواب دو

آئی صدا یہ لاش سے کیوں غم کرو حسینؑ (۱۰) ہم خوش ہیں یوں بھی انکو برادر جواب دو

آساں کروگے موت کی سختی کو اے حسنؑ (۱۱) کرتی ہے عرضداشت یہ نیر جواب دو

نوحہ

اہل حرم میں ہجوم ہے فریاد و آہ کی (۱) لٹتی ہے بوسہ گاہ رسالت پناہ کی

زینب حرم سرے سے نکل آئیں سر کھلے (۲) بانو نے غم میں شاہ کے حالت تباہ کی

بولیں یہ دکھ کا وقت ہے اے شاہ بیکساں (۳) غربت پہ بھی نہ آپ نے مڑ کر نگاہ کی

سب راج پاٹ لٹ گیا بچے ہوئے یتیم (۴) یہ داستان ہے مرے حال تباہ کی

جو پیش آ رہی ہیں شہ کربلا کے بعد (۵) تاریکیاں ہیں یہ مرے بخت سیاہ کی

امیدیں قطع ہو گئیں مجھ بدنصیب کی (۶) پر مطمئن ہوں خیر جو مرضی الٰہ کی

نیر یہ لٹا ردا چھنی زنجیر میں بندھی (۷) تم کو نہیں خبر مرے حالِ تباہ کی

عابدؑ کا کچھ خیال نہ زینبؑ کی فکر ہے (۸) تدبیر کچھ بتایئے میرے نباہ کی

نیزے پہ سر حسینؑ کو رکھا تنور میں (۹) عزت یہ کی عدو نے شہِ دیں پناہ کی

نوحہ

شہزادی زینبؑ پہ بھی گردوں نے جفا کی (۱) صد حیف پیمبر کی نواسی نے قضا کی

غم بھائی کا لیکر گئیں اس دارِ محن سے (۲) دل کھول کر اک دن بھی نہ بیکس نے بکا کی

مصرعہ کوئی تربت پہ یہ لکھدے تو بجا ہے (۳) لو جان بھی خواہر نے برادر پہ فدا کی

گردن میں رسن باندھ کے شہروں میں پھرایا (۴) ثابت نہ لعینوں نے مگر کوئی خطا کی

باندھی گئی زنجیروں میں اور کوڑے بھی کھائے (۵) اولادِ پیمبر سے یہ اُمت نے وفا کی

رو رو کے یہ عابدؑ نے کہا شام سے آکر (۶) ہم لُٹ گئے صغراؑ پھوپھی اماں نے قضا کی

منہ فاطمہؑ زہرا کو میں دکھلا نہیں سکتا (۷) دولت کو لُٹا آیا شہِ عقدہ کُشا کی

پر خوش ہوں انھیں زیرِ لحد چین تو آیا (۸) اُلفت میں تڑپتی تھیں شہِ کرب و بلا کی

افسوس صد افسوس کہ سر کر دیا زخمی (۹) مظلوم پہ یوں ایک ستمگر نے جفا کی

فاقے کئے ایذا بھی بھائی کا دیا ساتھ (۱۰) حد ہو گئی الفت کی کہ جان اپنی فدا کی

زینب سی پھوپھی ڈھونڈھو تو عالم میں نہیں ہے (۱۱) خود جان دی اور دولت اولاد فدا کی

یاں ملتے کہاں انکو شہنشاہ مدینہ (۱۲) آخر کو پسند آ ہی گئی راہ بقا کی

قسمت میں تو لکھی ہوئی تھی شام کی مٹی (۱۳) وہ لے گئی مشتاق تھیں جس آب و ہوا کی

خود ہو گئیں راہی ہمیں روتا ہوا چھوڑا (۱۴) بیماری میں کیا خوب بھتیجے کی دوا کی

دم لب پہ تھا آثار نزع رخ سے تھے ظاہر (۱۵) پر بخشش اُمت ہی کی اُس دم بھی دعا کی

مل مل کے گلے بھائی بہن روتے تھے نیرؔ (۱۶) اور قبر مدینے میں محمدؐ کی ہلا کی

نوحہ

عباسؑ نے آواز یہ سرورؑ کو سنائی، جلد آیئے بھائی

گلدستۂ فردوس بریں مرگ ہے لائی جلد آیئے بھائی (۱)

شانوں سے مرے تن کا لہو بہ گیا آقا دم ہونٹوں پر آیا
(۲)
فرمائیے تشریف تو ہو عقدہ کشائی، جلد آئیے بھائی

آؤ تو سبکدوش ہو یہ عبد وفادار اے کل کے مددگار
(۳)
کٹوا دیا شانوں کو مگر مشک بچائی، جلد آئیے بھائی

پلوائیو پانی مرے پیاسوں کو خدارا دل غم سے ہے پارہ
(۴)
جاں دیکھے یہ امید مرے دل کی بر آئی، جلد آئیے بھائی

پیکانوں کی بارش ہے حفاظت ہو تو کیونکر بے دست ہوں یکسر
(۵)
مانند جگر سینہ میں ہے مشک چھپائی، جلد آئیے بھائی

پیوست ہے تیر آنکھ سے دکھتا نہیں جاتا تیغوں کا ہے سایہ
(۶)
ہو جائے نہ فدوی کے سر و تن میں جدائی، جلد آئیے بھائی

مشتاق ہوں دیدار کا دیدار دکھاؤ فریاد کو پہنچو
(۷)
جی جاؤں دم نزع جو ہو جلوہ نمائی، جلد آئیے بھائی

قطرہ بھی نہیں پانی کا دریا سے پیا ہے، مشکیزہ بھرا ہے
(۸)
ہونٹوں پہ زباں خشک دہن سے نکل آئی، جلد آیئے بھائی

اب پتلیاں پھرتی ہیں ڈھلا جاتا ہے من کا، ہے موت کا نقشہ
(۹)
آقا مرے آنے میں بڑی دیر لگائی، جلد آیئے بھائی

زہرا و علی و حسن و احمد مختار، سب آئے ہیں اک بار
(۱۰)
حضرت ہی کے باعث تو یہ توقیر ہے پائی، جلد آیئے بھائی

پانی مرے مشکیزہ کا سب بہ گیا مولا مینہ تیروں کا برسا
(۱۱)
ساحل پہ مری کشتی امید نہ آئی، جلد آیئے بھائی

منھ پیاسی سکینہ کو میں دکھلا نہیں سکتا، شرمندہ ہوں مولا
(۱۲)
لاشے پہ وہ معصوم تو میرے نہیں آئی، جلد آیئے بھائی

صد حیف کہ ناکام چلا دار فنا سے سب رہ گئے پیاسے
(۱۳)
اتنی بھی نہ تھی بخت میں خادم کے بھلائی، جلد آیئے بھائی

فرمائیں گی زہرا تو میں کیا عرض کروں گا اے وائے دریغا

(۱۴) تشنہ کی اک پیاس بھی تو نے نہ بجھائی جلد آئیے بھائی

لاشے پہ تڑپ کر گرے نیر شہ والا، وا حسرت و دردا

دو بار صدا کان میں حضرت کے یہ آئی جلد آئیے بھائی

نوحہ

کیوں نہ آنسو سکینہ بہائے ہائے ہائے (۱) میرے عمو نہ دریا سے آئے ہائے ہائے

تم تو جا کر نہ رن سے پھر آئے ہائے ہائے (۲) ہم نے فرقت کے صدمے اٹھائے ہائے ہائے

اے چچا تم مدد کو نہ آئے ہائے ہائے (۳) اور طمانچے بھتیجی نے کھائے ہائے ہائے

اب نہیں مجھکو پانی کی حاجت کوئی کہدے (۴) آنکھ آخر یہ کیوں چرائے ہائے ہائے

ہم سے چھپ چھپ کے روتے ہیں بابا سبب کیا (۵) کس طرح ہمیں چین آئے ہائے ہائے

تم کو عمو قسم ہے ہماری تم نہ روٹھنا (۶) ہم نے دُرّے جو کھائے تو کھائے ہائے ہائے

میں نہ مانونگی صورت دکھاؤ یا بلاؤ (۷) کون گودی میں مجھ کو بٹھائے ہائے ہائے

میں نہ گستاخ اتنی جو ہوتی کیوں بگڑتی (۸) کیوں مرے ناز پہلے اٹھائے ہائے ہائے

راس آئی نہ الفت ہماری تم کو عمو (۹) اب سکینہؑ کسے منھ دکھائے ہائے ہائے

درد کی داد اب کس سے پائے یہ سکینہؑ (۱۰) زخم کانونکے کس کو دکھائے ہائے ہائے

میرے بابا بھی جنت سدھارے کیا غضب ہے (۱۱) لاش دریا سے اب کون لائے ہائے ہائے

آؤ طلبہ آؤ بہر پیمبر ناریوں نے (۱۲) دیکھو دُرّے پھوپھی کو لگائے ہائے ہائے

پڑ گئے پیاس سے منہ میں کانٹے واحسرت (۱۳) نہر سے تم تو اب تک نہ آئے ہائے ہائے

اب تو نیّر کو مولا بلاؤ ہے یہ خواہش (۱۴) رو کے کب تک یہ جی کو گنوائے ہائے ہائے

نوحہ

(۱) فرماتے تھے شہ مجھکو نہ پہلے اجل آئی، پیارے مرے بھائی
اونتیس برس بعد ہوئی تم سے جدائی، پیارے مرے بھائی

اکبؑر سے سوا ہم نے صدا تم کو کیا پیار اے صفدر و جرار
(۲)
اور تم نے نظر پالنے والے سے پھرائی، پیارے مرے بھائی

رو رو کے کلیجے کو مرے پہلے دکھایا پھر سر کو کٹایا
(۳)
کیا درد جگر کی مرے کی تم نے دوائی، پیارے مرے بھائی

مرنے کے لئے آہ مروت مری توڑی الفت تھی یہ کیسی
(۴)
اس چاہ نے تو آگ کلیجے میں لگائی، پیارے مرے بھائی

اس آس پہ پالا تھا ہمیں رو گئے عباسؑ لازم تھا تمہیں پاس
(۵)
ارشاد کرو کس نے نہ کی وعدہ وفائی، پیارے مرے بھائی

ہم پیاسے ہی مر جاتے نہ یہ رنج اٹھاتے تم زندہ تو آتے
(۶)
پانی کے لئے یاد برادر کی بھلائی، پیارے مرے بھائی

تا حشر وفا کا تری افسانہ رہے گا ہر ایک کہے گا
(۷)
عاشور کو بھائی پہ فدا ہو گیا بھائی پیارے مرے بھائی

معلوم نہ تھا شاد کو ناشاد کرو گے، تو عمر مرو گے

(۸)

سہرا ابھی دکھایا ہمیں میت بھی دکھائی، پیارے مرے بھائی

کس طرح سے مرغوب ہوا جام شہادت، کیسی تھی یہ چاہت

(۹)

نیند آپکو بن بھائی کے کس طور سے آئی، پیارے مرے بھائی

کیوں سنگ الم سے نہ جگر چور ہو میرا، انصاف کی ہے جا

(۱۰)

بلبل کو گوارا ہوئی کب گل کی جدائی، پیارے مرے بھائی

نیند آ گئی جھونکا جو لگا سرد ہوا کا، ہے رشک کا موقع

(۱۱)

شیروں کو نیند آتی ہے دریا کی ترائی، پیارے مرے بھائی

تم میرے جنازے پہ نہ سر پیٹتے آئے نے اشک بہائے

(۱۲)

بس یہی شہ کہتے تھے دہائی پیارے مرے بھائی

نوحہ

شاہ خیمے میں یہ کہتے آئے ہائے ہائے (۱) لاش قاسم ہیں ہم رن سے لائے ہائے ہائے

کون مسند پہ انکو لٹائے ہائے ہائے (۲) کوئی میت پہ چادر اڑھائے ہائے ہائے

ہو گیا قطع باغ تمنا وا دریغا (۳) دن جو سہرے کے کھلنے کے آئے ہائے ہائے

سوتے ہیں رات بھر کے یہ جاگ خوں میں ڈوبے (۴) پیاس کا دل پہ صدمہ اٹھائے ہائے ہائے

ہے کہاں میری کبرا بلاؤ اور یہ کہدو (۵) خاک لاشے پہ آکے اڑائے ہائے ہائے

پاس ان کے نہ آنسو بہاؤ مت کڑھاؤ (۶) یہ تو خود ہیں فلک کے ستائے ہائے ہائے

دے گئے ہم کو داغ جوانی یہ کہانی (۷) کسکو جا کر یہ بیکس سنائے ہائے ہائے

کیا ملا میری الفت میں انکو یہ تو دیکھو (۸) بدلے میرے یہ خوں میں نہائے ہائے ہائے

داغ اتنے ہیں سینے کے اندر سے دلبر (۹) جتنے تن پہ یہ ہیں زخم کھائے ہائے ہائے

کوئی کبرا کا زیور اتارے نتھ بڑھائے (۱۰) کوئی ہاتھوں سے مہندی چھڑائے ہائے ہائے

کیا مجھکو فلک نے ستایا یوں مٹایا (۱۱) غم پہ غم رنج پر رنج اٹھائے ہائے ہائے

آئے نیر جو خیمے میں حضرت وہ اُلفت (۱۲) لاش قاسم تھی دل سے لگائے ہائے ہائے

نوحہ

شہزادیوں میں دھوم ہے فریاد و فغاں کی (۱) رخصت ہے آج دختر سلطان زماں کی

یٰسین پڑھی عابد مضطر نے سرہانے (۲) دی زینب غمگیں نے ہوا آکے قرآں کی

اکبار تو ماں روئی تھی گلہائے چمن کو (۳) اب غنچۂ اُمید پہ آمد ہے خزاں کی

کاٹی جو گرہ خوں بہا میت کے گلے سے (۴) گردن پہ نشانی تھی یہ رسی کے نشاں کی

جب غسل و کفن کے لئے کرتے کو اُتارا (۵) تو پشت بھی زخمی ملی اس راحت جاں کی

رسی میں بندھی شمر سے چھینے کھائے طمانچے (۶) لیکن نہ کبھی شمر ستمگر سے زباں کی

سر دیکھتے ہی باپ کا چپ ہو گئیں بی بی (۷) نہ روئیں نہ شیون کیا نہ آہ و فغاں کی

اُٹھنے لگی میت تو یہ بانو نے سنایا (۸) ویران کئے جاتی ہو آغوش کو ماں کی

شہ پاس سدھارو گی کہ جاؤ گی چچا پاس (۹) بی بی کہو تیاری ہے اس وقت کہاں کی

مادر کی ریاضت کو مری جان بھلایا (۱۰) پھولی نہ پھلیں قید ہی میں سر عبا کی

لو جاؤ مبارک ہو تمہیں باپ کی گودی (۱۱) فرقت میں تڑپتی تھیں بہت شاہ زماں کی

الفت میں چچا جان کی مادر کو دغا دی (۱۲) کیا سیر پسند آئی تمہیں باغ جناں کی

تم کیا کرو بھیجا ہے مجھے تم سے شکایت (۱۳) تمہیں ختم کریں قسمت میں مری سارے جہاں کی

بی بی کہو اب درد تو کانوں میں نہیں ہے (۱۴) حالت بھی کوئی دل کی نہ مادر سے بیاں کی

دیکھا کہ لحد میں ہیں کھڑے شاہ شہیداں (۱۵) ہمشیر کی میت جو ہیں عابد نے نہاں کی

فرمایا زمیں اس سے ذرا رہنا خبردار (۱۶) یہ روشنی چشم ہے خاتون جناں کی

حلال مہمات کی پوتی ہے یہ ناداں (۱۷) اور دوسرے پیاری ہے شہ تشنہ دہاں کی

اب ختم کرو نوحہ کہ کہرام ہے نیر (۱۸) نہ لکھنے کی قوت ہے نہ طاقت ہے بیاں کی

ماتم

خیمے میں سنانی علی اکبر کی یہ آئی | جو شمع حسینی تھی لعینوں نے بجھائی

شہزادیوں میں ایک طلاطم ہوا پیدا	(٢)	زینب نے بھی چادر سر اقدس سے گرائی
یہ کہتی ہوئی خیمے سے نکلیں سر سیداں	(٣)	یا حیدرِ کرار کرو عقدہ کشائی
بلوا دو مرے بھائی کو پوچھونگی میں اُنسے	(٤)	اُٹھارہ برس کی مری لٹوادی کمائی
یارب مرے بچھڑے ہوئے بچے کو ملا دے	(٥)	نکلی ہوں ترے ملک میں کرنے کو گدائی
اے نانا محمد مرے بچے کا پتہ دو	(٦)	سر ننگے کھڑی دیتی ہوں جنگل میں دوہائی
اے بخت رسا تو ہی ذرا راہبری کر	(٧)	اے جذبۂ دل آہ بڑی دیر لگائی
کس دشت پُر آفت میں ہو بولو مرے پیارے	(٨)	پانی بھی پیا تھا کہ قضا پاس مرے آئی
اے چاند مرے کون سے بادل میں نہاں ہے	(٩)	آواز دے آنکھوں سے نہیں دیتا دکھائی
جائینگے تڑپتے ہوئے اس دار فنا سے	(١٠)	افسوس زمانے نے نہ کی ہم سے بھلائی
منھ موڑ لیا دشت میں آوارہ وطن سے	(١١)	کیا خوب مرے درد کی کی تم نے دوائی
دل صدموں سے فرقت کے پھٹا جاتا ہے بیٹا	(١٢)	مشتاق ہوں آواز بھی تم نے نہ سنائی

دل ماں کا بھی اس درد جدائی سے بچا ہے (۱۳) فرقت نے تری آگ کلیجے میں لگائی

آخر کو یہ کہتی ہوئی میت پہ گری آہ (۱۴) سہرا نہیں دکھلایا نہیں لاش دکھائی

کس نے مرے بچے پہ فلک ظلم کا توڑا (۱۵) برچھی کی انی پھول سے سینہ پہ لگائی

پامال صد افسوس ہوا باغ جوانی (۱۶) جب فصل ثمر آئی خزاں ساتھ ہی لائی

حاضر تھی پھوپی سینہ سپر کرنے کو میں (۱۷) کیوں نیزے کی تکلیف مرے لال اٹھائی

کیوں لب پہ تبسم ہے بتاؤ تو میں واری (۱۸) گلدستہ جنت کوئی کیا حور سے لائی

پژمردہ رہا ہائے مرا باغ تمنا (۱۹) بچے نہ کھلائے نہ بہو بیاہ کے لائی

افسوس کہ تنہا گئے تم سیر جناں کو (۲۰) مرنے کی کوئی راہ پھوپھی کو نہ بتائی

منجدھار میں بیڑا مرا تم کر گئے برباد (۲۱) یہ ڈوبتی کشتی نہ مری پار لگائی

عمر اپنی گنوا دے غم شبیرؑ میں نیرؔ

فردوس دکھائے گی تجھے نوحہ سرائی

ماتم

دلِ سرورِ عالم کا اس دم تہ و بالا ہے

نیزہ کسی ظالم نے اکبرؑ کے لگایا ہے

خاموش ہیں گو غم سے پر اشک ٹپکتے ہیں

تصویر ہے ماتم کی یا صورتِ زیبا ہے

مقتل میں وہ ہے بے دم کس طرح قرار آئے

آنکھوں کی جو ٹھنڈک ہے پیری کا سہارا ہے

فرماتے تھے اعدا سے دکھلائی نہیں دیتا

بتلاؤ ستمگارو اکبرؑ مرا کیسا ہے

ہر گام پہ گرتا ہوں رعشہ ہے یہ پیروں میں

ان تک مجھے پہونچا دو احسان تمہارا ہے

دکھلائی نہیں دیتا اے شامیو بتلا دو
شبیرؑ کی آنکھوں کا کس سمت کو تارا ہے

اک مرتبہ دکھلا دو تصویر پیمبرؐ کو
بیزار ہوں جینے سے دل میرا تڑپتا ہے

کس جرم پہ مارا ہے کس دشت میں میت ہے
کس ابر میں پنہاں وہ بانو کا ستارا ہے

للہ ترس کھا کر اکبرؑ کی خبر لا دو
زندہ ہے ابھی یا کہ جنت کو سدھارا ہے

آنکھوں سے لگاؤں گا تصویر پیمبرؐ کو
ہوتی ہے کشش پیہم دل دشت کو کھنچتا ہے

للہ کوئی جا سے اکبرؑ سے یہ کہہ آئے
جلادوں کے نرغے میں بیکس ترا بابا ہے

۱۲

مسدود ہیں سب راہیں تم تک نہیں آسکتا

ہر چار طرف بیٹا فوجِ ستم آرا ہے

۱۳

دیکھو رخِ اکبرؑ کو سمجھو تو مسلمانوں

تم سب کے پیمبر کا دُنیا میں نظارہ ہے

۱۴

دیتا ہوں پتہ سُن لو ہمشکل پیمبر کا

یوسفؑ سے زیادہ ہے یہ حُسن کا نقشا ہے

۱۵

جٹی ہیں بھویں دونوں اور نرگسی آنکھیں ہیں

خمدار تو گیسو ہیں مہتاب سا چہرہ ہے

۱۶

پوری نہیں بھیگی ہیں چہرے پہ مسیں لیکن

آغاز جوانی ہے رخساروں پہ سبزہ ہے

۱۷

پہونچے جو ہیں مقتل میں سر پیٹ کے چلائے

آواز تو دو بیٹا بیکس پدر آیا ہے

ناراض ہو کیا ہم سے کیوں مُنھ سے نہیں بولے

ہے درد کلیجے میں یا زخم میں ایذا ہے

گویا ہوئے یہ اکبرؑ کیا عرض کروں بابا

پھل نیزے کا سینے میں رہ رہ کے کھٹکتا ہے

جانا جو مدینے کو صغراؑ سے یہ کہہ دینا

غربت نے تری خواہر دل میرا دکھایا ہے

لاشے سے لپٹتے ہیں اور گاہ تڑپتے ہیں

کیا عرض کرے نیرؔ جو شاہ کا نقشا ہے

ماتم

صغیر سوتا ہے گودی میں تیر کھائے ہوئے

دفورِ غم سے ہیں شبیرؑ سر جھکائے ہوئے

لہو صغیرؑ کا چہرے پہ ہیں لگائے ہوئے

خیالِ دفن میں آنسو ہیں ڈبڈبائے ہوئے

عدو کی فوج کھڑی ہے پرے جمائے ہوئے

حسینؑ ہاتوں پہ میت کو ہیں اُٹھائے ہوئے

گلے لگائے ہیں میت کو ہاتھ سے لیکن

لہو بھرے ہوئے دامن کو ہیں اُٹھائے ہوئے

پسر سے کہتے ہیں خاموش کیوں ہوئے پیارے

ابھی تو خوش تھے پدر کو گلے لگائے ہوئے

کہیں دوبارہ نہ طوفانِ نوح پیدا ہو

کہ اشک آنکھوں میں ہیں شہ کے ڈبڈبائے ہوئے

کہا حسینؑ نے یا رب گواہ رہیو تو

جگر پہ پیاس کا صدمہ یہ ہیں اُٹھائے ہوئے

برائے غسل بھی ممکن نہیں ہے آب رواں

لہو میں اپنے یہ خود آپ ہیں نہائے ہوئے

بحقِ اصغرؑ ناداں تو بخشش اُمّت کو

تری خوشی میں ہوں دُنیا سے ہاتھ اُٹھائے ہوئے

یہ کہہ کے قبر لگے کھودنے امام ہدا

جگر سے میتِ لختِ جگر لگائے ہوئے

گلے سے ہنسلیاں تعویذ طوق اُتارے جب

کہا یہ دل نے کہ زخمِ جگر بجائے ہوئے

سپرد خاک کیا جس گھڑی وہ نور نظر

تو چپکے قبر پہ بیٹھے تھے سر جھکائے ہوئے

پکارے دینا نہ تکلیف اے زمیں ان کو

کہ خود ہی تیر اجل کے ہیں یہ ستائے ہوئے

تو آئے رخصتِ اہلِ حرم کو خیمے میں

نظر کو بانوِ مغموم سے چرائے ہوئے

سوال بانوئے بیکس پہ شہ نے رو کے کہا

زمانہ ہو گیا تربت انھیں بسائے ہوئے

ضریح شاہ پہ جا کر چڑھائیں گے نیّر

چراغ دل غم بے شیر کا جلائے ہوئے

قطعہ اوّل

پیمبر جس گلے کو چومتے ہیں پیار کرتے ہیں

تہ خنجر اسی کو قاتلِ خونخوار کرتے ہیں

مگر دیکھو کرم تو سبطِ احمد کا کہ بن پانی

سقر سے نانا کی اُمّت کا بیڑا پار کرتے ہیں

قطعہ دوم

نہ یارب بند ہو ذکر شہ دیں میں زباں میری

کہ حورانِ جنان کے ہے لبوں پر داستاں میری

پڑھیں اہلِ عزا سب سوزِ دل سے میرے نوحوں کو

پسند خاطرِ بنتِ پیمبر ہے فغاں میری

قطعہ سوم

جلوے ہیں تم میں نور رسالت مآب کے
تم جان سیدہؑ ہو جگر بو تراب کے
پڑھ کر کلام پاک کو نیزے پہ یا حسینؑ
تفسیر بن گئے ہو خدا کی کتاب کے

قطعہ چہارم

دنیا میں آفتاب شریعت حسینؑ ہے
لیکن ذبیح خنجر بدعت حسینؑ ہے
نیّرؔ ہے اس سے جامۂ قدرت بسا ہوا
خوشبوئے پاک غنچۂ وحدت حسینؑ ہے

تمت